مُعاشرتی علوم

چھٹی جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

مُعاشرتی علوم

چھٹی جماعت کے لئے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

ناشر

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

تیار کردہ: مڈل اسکول پراجیکٹ [illegible]، وفاقی وزارتِ تعلیم، اسلام آباد

منظور شدہ: محکمہ تعلیم حکومتِ سندھ بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبہ سندھ

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

نگرانِ اعلیٰ

مشتاق احمد قریشی

چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

مترجمین

پروفیسر قوی احمد
صوبیہ عالم

نگراں

قائم الدین بلال
غلام محی الدین بلیدی

لے آؤٹ اور ڈیزائننگ

نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی

مطبع: شمس پرنٹنگ پریس، تالپور روڈ، کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

جنوبی ایشیا کا تعارف

اس سبق میں ہم جنوبی ایشیا کی اصطلاح سے واقفیت حاصل کریں گے۔اس سے مراد پاکستان بھارت، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور مالدیپ کے ممالک ہیں۔اس سبق میں ہم جنوبی ایشیا کے محل وقوع، جغرافیائی حالات اور اس خطے کی اہمیت کے بارے میں بھی واقفیت حاصل کریں گے۔

تعارف

دنیا کے نقشے پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ زمین کے تقریباً دو تہائی حصے پر پانی اور ایک تہائی حصے پر خشکی ہے۔ اسی نقشے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر سمندروں میں گھرے ہوئے خشکی کے سات بڑے خطے ہیں۔ خشکی کا ہر بڑا خطہ براعظم کہلاتا ہے۔ دنیا کے سات براعظم ہیں۔

1-ایشیا 2- یورپ 3-افریقہ 4- شمالی امریکہ 5- جنوبی امریکہ 6- آسٹریلیا 7-انٹارکٹکا۔

آپ جانتے ہیں کہ ہم براعظم ایشیا میں رہتے ہیں۔ یہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا براعظم ہے۔اس کا رقبہ دنیا کے ایک تہائی رقبے کے برابر ہے اور دنیا کی تقریباً 60 فیصد آبادی اس براعظم پر رہتی ہے۔

اس کے جنوبی حصے میں (کوہ ہمالیہ کے بلند پہاڑی سلسلے اور اس کے جنوب کی طرف جھکی ہوئی شرقاً غرباً شاخوں میں گھرا ہوا ایک الگ تھلگ قطعہ زمین بحر ہند تک پھیلا ہوا ہے) اس کے جنوب میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، سری لنکا اور مالدیپ کے ممالک ہیں۔

محلِ وقوع اور حدودِ اربعہ

جنوبی ایشیا 1 درجے جنوبی عرض بلد سے 37 درجے شمالی عرض بلد کے درمیان واقع ہے اور اس کی تمام چوڑائی 62 درجے مشرقی طول بلد سے 97 درجے مشرقی طول بلد میں آجاتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے شمال میں چین اور تاجکستان کے ممالک، مشرق میں میانمار (برما)، مغرب میں افغانستان اور ایران کے ممالک ہیں اور جنوب کی طرف بحر ہند ہے۔

جنوبی ایشیا کا جنوب مشرقی حصہ خلیج بنگال سے اور جنوب مغربی حصہ بحیرہ عرب میں واقع ہے، جب کہ شمالی اور شمال مغربی حصے کوہ ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش کے بلند پہاڑی سلسلوں میں گھرے ہوئے ہیں۔

جنوبی ایشیا کو اپنے محل وقوع کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک طرف خلیج بنگال، بحر ہند اور بحیرۂ عرب کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک سے ملا ہوا ہے۔ ان ہی بحری راستوں سے آمد و رفت اور تجارت ہوتی ہے۔

دوسری طرف جنوبی ایشیا کے بلند پہاڑوں میں بے شمار درّے ہیں۔ ان زمینی راستوں اور درّوں کے ذریعے یہ علاقہ وسطی ایشیا کے ممالک سے ملا ہوا ہے۔ ان راستوں کی وجہ سے تجارت اور آمد و رفت میں آسانی پیدا ہوئی۔ ہزاروں سال سے مختلف اقوام ان ہی راستوں کے ذریعے جنوبی ایشیا آتی رہیں اور یہاں آباد ہوتی رہی ہیں۔ وسطی ایشیا سے آنے والے مسلمان مجاہدین اور اولیاء کرام نے ان ہی راستوں سے جنوبی ایشیا کے ممالک میں پہنچ کر اسلام کی روشنی پھیلائی۔ موجودہ دور میں ان راستوں کو بہتر اور جدید بنایا گیا ہے۔ اس لیے جنوبی ایشیا کے ممالک اور وسطی ایشیا کے ممالک کے درمیان تعاون کو ترقی ہوئی ہے۔

جنوبی ایشیا میں پاکستان کا محلِ وقوع اور اس کی اہمیت

جنوبی ایشیا میں ہمارے ملک پاکستان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم نقشے میں دیکھ سکتے ہیں۔ پاکستان جنوبی ایشیا کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ پاکستان کے شمال میں ہمارا قریبی دوست ملک چین واقع ہے۔ شمال ہی کی طرف
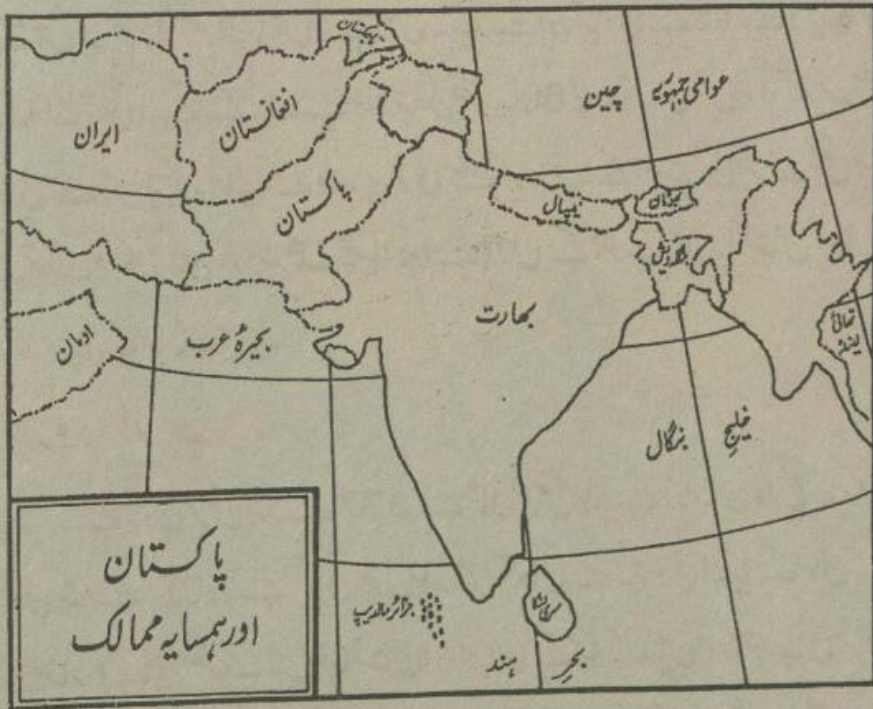
تاجکستان جو ایک مسلمان ملک ہے، ہمارے پڑوس میں واقع ہے۔ پاکستان کے مغرب کی جانب ہزاروں کلو میٹر تک پھیلے ہوئے خطے میں مسلمان ممالک واقع ہیں جن کے ساتھ ہمارے قریبی برادرانہ تعلقات قائم ہیں۔ اس طرح جنوب میں

بحیرۂ عرب کے ذریعے ہمارے ملک کا دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ سمندری راستے سے رابطہ قائم ہے۔ جنوبی ایشیا میں پاکستان کا محل وقوع ایک ایسے اہم مقام پر ہے کہ جنوب مشرقی ممالک سے مغربی ممالک کو آتے جاتے ہوئے سارے زمینی اور کئی بحری و ہوائی راستے یہاں سے ہو کر گذرتے ہیں۔ اس طرح فوجی، اقتصادی، آمدورفت اور مواصلات کے لحاظ سے سرزمین پاکستان کو دُنیا میں ایک بہت اہم مقام حاصل ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دیجیے۔

1- دنیا کی تقسیم کتنے حصوں میں کی گئی ہے اور ان کا تناسب کیا ہے؟

2- خشکی کے کتنے حصے ہیں؟ ان کے نام لکھیں۔

3- جنوبی ایشیا میں کون سے ممالک شامل ہیں؟

4- جنوبی ایشیا کا حدود اربعہ بتائیں۔

5- محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کو جنوبی ایشیا میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ بیان کریں۔

(ب) خالی جگہوں کو درست جواب سے پُر کریں۔

i- جنوبی ایشیا میں ------ ممالک ہیں۔ (چھ۔ آٹھ۔ سات)

ii- رقبے اور آبادی کے لحاظ سے ------ سب سے بڑا ہے۔ (یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ)

iii- ------ کے لحاظ سے یہ خطہ بھی خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ (سیاسی۔ تجارتی۔ تاریخی)

iv- پاکستان کے جنوب میں ------ واقع ہیں۔ (خلیج بنگال۔ بحیرۂ عرب۔ بحر ہند)

v- پاکستان کا ---- علاقہ اپنی زرخیزی کے لیے جنوبی ایشیا کے لیے مشہور ہے۔ (ساحلی۔ میدانی۔ ریگستانی)

سرگرمیاں

1- کمرۂ جماعت میں گلوب اور دنیا کا نقشہ دیکھ کر براعظم ایشیا کی نشان دہی کریں۔

2- کمرۂ جماعت میں ایشیا کا نقشہ دیکھ کر جنوبی ایشیا کے خطے کی نشان دہی کریں۔

3- دنیا کا نقشہ بنائیں۔اس میں سات براعظم رنگوں کے ذریعے واضح کریں۔

4- گلوب کی تصویر بنائیں اور اس میں خشکی اور پانی کے حصے کی نشان دہی کریں۔

5- جنوبی ایشیا کے نقشے کو دیکھ کر چند اہم دروں کی نشان دہی کریں جو جنوبی ایشیا کو وسط ایشیا کے ممالک سے ملاتے ہیں۔ان دروں کے نام اپنی نوٹ بک میں لکھیں اور معلوم کریں کہ یہ درے زیادہ تر جنوبی ایشیا کے کس ملک میں واقع ہیں۔

جنوبی ایشیا
(سطح)
کلومیٹر 0 200 400 600 کلومیٹر
5500 میٹر سے زائد
3600 میٹر 5500
1800 میٹر 3600
900 میٹر 1800
300 میٹر 900
300 میٹر سے کم
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
بھارت
سطح مرتفع
دکن
بحر ہند
ہند
ساحل مکران
خط سرطان
صحرائے تھر
سطح مرتفع مالوہ
کوہ وندھیاچل
کوہ ست پڑا
ناگپور
احمد آباد
اجمیر
بیکانیر
دہلی
لاہور
کراچی
ممبئی
حیدرآباد
بنگلور
گیا
الہ آباد
جمشید پور
کول کتہ
چاٹگام
رنگون
پنجاب
دریائے ستلج
دریائے راوی
دریائے چناب
دریائے گنگا
دریائے جمنا
دریائے کرشنا
دریائے گوداوری
دریائے تنگابھدرا
ماؤنٹ ایورسٹ
بنگلہ دیش
افغانستان
کوہ کون
سری لنکا
کولمبو
جزائر مالدیپ
60 70 80 90
30 20 10

دوسرا باب

جنوبی ایشیا کے طبعی خدوخال

جنوبی ایشیا کے سطح والے نقشے پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے کی سطح ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہے۔ سطح کے لحاظ سے ہم جنوبی ایشیا کو پانچ بڑے جغرافیائی حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(1) پہاڑ (2) میدان (3) سطح مرتفع (4) ریگستان (5) دریا/سمندر۔

1- پہاڑ

پہاڑ سطح زمین کے نمایاں خدوخال ہوتے ہیں۔ ان کی بلندی سطح سمندر سے کم از کم 1000 میٹر ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے پہاڑی سلسلوں کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(الف) شمالی پہاڑی سلسلے (ب) مغربی پہاڑی سلسلے (ج) مشرقی پہاڑی سلسلے

(الف) شمالی پہاڑی سلسلے

بچو! آپ کو معلوم ہے کہ جنوبی ایشیا میں دنیا کے بلند ترین پہاڑ ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ کوہ ہمالیہ، کوہ قراقرم، کوہ ہندوکش۔ یہ تمام پہاڑی سلسلے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ شمال میں ایک کمان کی صورت میں شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں اور قدرتی دفاع کا کام دیتے ہیں۔ ان بلند ترین پہاڑی سلسلوں میں جنوبی ایشیائی ممالک کے صحت افزا مقامات مثلاً مری، ایوبیہ، نتھیا گلی، کاغان، سوات، چترال، پاکستان میں ہیں اور شملہ، نینی تال، ڈلہوزی بھارت میں ہیں۔ دنیا کی بلند ترین پہاڑی چوٹیاں جو سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ ہمالیہ اور قراقرم کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہیں۔ ان میں ماؤنٹ ایوریسٹ (نیپال)، کے۔ٹو اور راکاپوشی (پاکستان)، دھولگری، اینا پورنا (بھارت) میں ہیں۔

ان ہی پہاڑی سلسلوں میں بڑے بڑے گلیشیر (برفانی تودے) پائے جاتے ہیں، مثلاً بلتورا گلیشیر (پاکستان) خاص کر مشہور ہے۔ ان بڑے پہاڑی سلسلوں میں ذرائع آمدورفت نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پاکستان میں واقع سلسلہ کوہِ قراقرم کو کاٹ کر شاہراہ قراقرم بنائی گئی ہے۔ اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے قدرتی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقوں کی غذائی ضروریات اسی شاہراہ کے ذریعے دور دراز علاقوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ چونکہ یہ پہاڑی

جنوبی ایشیا
پہاڑ
کلومیٹر 600 400 200 0 200 کلومیٹر
پہاڑوں کا سلسلہ
سطح مرتفع دکن
دکن کا لاوا
پہاڑ کی چوٹی
درّہ
پامیر
کوہ ہندوکش
کوہ کیون لن
کوہ الطائی
بیان کارا
افغانستان
ایران
چین
میمنار
بحیرۂ عرب
خلیجِ بنگال
بحرِ ہند
سری لنکا
جزائر مالدیپ
دریائے برہم پتر
دریائے مہاندی
گوداوری
دریائے کرشنا
دریائے کاویری

سلسلے مون سون (Monsoons) ہواؤں کی زد میں ہوتے ہیں۔اس وجہ سے یہاں زیادہ بارش ہوتی ہے۔اس لیے یہاں گھنے پہاڑی جنگلات پائے جاتے ہیں۔جن سے عمدہ قسم کی عمارتی لکڑی اور دیگر جڑی بوٹیاں حاصل کی جاتی ہیں۔ان علاقوں کی پہاڑی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں اور اکثر برف سرکنے سے مالی وجانی نقصان بھی ہوتا ہے۔جب یہ برف پگھلتی ہے تو دریاؤں میں زیادہ پانی کے بہاؤ کا سبب بنتی ہے۔یہ پہاڑی سلسلے انتہائی بلند ہونے کی وجہ سے قطب شمالی کی طرف چلنے والی برفانی ہواؤں کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں جس کی وجہ سے جنوبی ایشیا کے یہ ممالک سخت سرد ہوا سے محفوظ رہتے ہیں۔ہمالیہ کے شمالی برف پوش پہاڑی سلسلے میں ہی وادی کشمیر' اسکردو' گلگت' جنوبی تبت کی سطح مرتفع' نیپال' بھوٹان اور بھارت کا ضلع دارجلنگ واقع ہیں۔

(ب) مغربی پہاڑی سلسلے

کوہ ہمالیہ کے شمال مغربی کونے میں کوہ پامیر ہے جس کے جنوب میں کوہ ہندوکش جنوب مغرب کے رخ پر واقع ہے۔جنوب میں کوہِ سفید کا پہاڑی سلسلہ (صوبہ سرحد پاکستان) ہے۔ان کی اونچی چوٹیوں پر سارا سال برف پڑتی رہتی ہے۔کوہ ہندوکش کی بلند ترین چوٹی ترچ میر چترال میں واقع ہے۔کوہ پامیر کے جنوب میں کوہ سلیمان اور کوہ کھیرتھر (بلوچستان) جنوبی ایشیا کی مغربی سرحد بناتے ہیں۔یہ پہاڑی سلسلہ کوہ سفید کے جنوب سے شروع ہوتا ہے اور دریائے سندھ کی جانب 1300 کلومیٹر تک ہے۔اس سلسلے کی بلندترین چوٹی تخت سلیمان کہلاتی ہے۔یہ پہاڑی سلسلے زیادہ بلند نہیں ہیں جس کی وجہ سے بارش کم ہوتی ہے۔یہاں جنگلات بھی کم پائے جاتے ہیں۔تاہم یہ پہاڑی سلسلے جنوبی اور وسطی ایشیا کے درمیان ایک قدرتی جغرافیائی تقسیم کرتے ہیں اور ایک سرحد کا کام دیتے ہیں۔ان ہی بڑے پہاڑی سلسلوں میں دنیا کے مشہور درے خیبر' بولان اور لواری واقع ہیں جو جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔

(ج) مشرقی پہاڑی سلسلے

کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخوں کو بھارت میں کھاسی اور گارو کے پہاڑی سلسلے کا نام دیا جاتا ہے۔ان پہاڑوں کی اونچائی شمالی پہاڑوں کی نسبت بہت کم ہے۔یہ سلسلہ بنگلہ دیش میں چٹاگانگ تک چلا جاتا ہے اور جنوبی ایشیا کی قدرتی مشرقی سرحد بناتا ہے۔یہ پہاڑی سلسلہ اگرچہ زیادہ اونچا نہیں ہے۔مگر مون سون ہواؤں کی زد میں ہونے کے باعث یہاں پر خوب بارش ہوتی ہے۔یہاں پر گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں اور پہاڑی ڈھلوانوں پر چائے بھی کاشت کی جاتی ہے۔

2- میدان

جنوبی ایشیا میں دنیا کے مشہور اور زرخیز میدان پائے جاتے ہیں۔ یہ میدان کوہ ہمالیہ اور سطح مرتفع دکن کے درمیان واقع ہیں۔ اس کے علاوہ ساحلی میدان بھی وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے میدانی علاقے مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) سندھ کا میدان (ب) گنگا کا میدان (ج) برہم پترا کا میدان (د) ساحلی میدان۔

(الف) دریائے سندھ کا میدان

یہ میدان، دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں جہلم، چناب، راوی اور ستلج کی لائی ہوئی مٹی کے تہہ بہ تہہ جمع ہونے سے وجود میں آیا ہے۔ یہ میدان بہت زرخیز ہے اور پیداوار کے لحاظ سے اہم ہے۔ یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ دریاؤں سے نہریں نکال کر آبپاشی کی جاتی ہے۔ پاکستان کی زیادہ آبادی اسی میدانی علاقے میں رہتی ہے اور پاکستان کی معاشی ترقی کا انحصار اسی میدانی علاقے پر ہے۔

(ب) گنگا کا میدان

یہ میدان دریائے گنگا اور اس کے معاون دریائے جمنا کی لائی ہوئی کالی زرخیز مٹی سے بنا ہے۔ اس کا شمار دنیا کے زرخیز ترین میدانوں میں ہوتا ہے۔ بھارت جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے اور اپنی زیادہ تر غذائی ضروریات اسی میدانی علاقے سے حاصل کرتا ہے۔ یہاں پر زیادہ تر کاشت آبپاشی سے کی جاتی ہے اور بارش بھی کافی ہوتی ہے۔

(ج) برہم پترا کا میدان

یہ میدان زیادہ وسیع وعریض نہیں ہے۔ بارش کے زیادہ ہونے کی وجہ سے دریائے برہم پترا کا علاقہ سیلاب کی زد میں آجاتا ہے اور بنگلہ دیش کے ایک وسیع رقبے پر ہر سال تباہی پھیلاتا ہے۔ تاہم اس علاقے میں پٹ سن اور چاول کی کاشت عام کی جاتی ہے۔ سندربن کے جنگلات اسی میدانی علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

(د) ساحلی میدان

پاکستان میں ساحل میدان سندھ کے ڈیلٹائی علاقے سے شروع ہو کر مکران بلوچستان کے ساحل تک چلا جاتا

ہے۔ان ساحلی علاقوں میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ یہ علاقے کاشتکاری کے اعتبار سے زیادہ قابل قدر نہیں ہیں۔

بھارت میں مغربی گھاٹ اور بحیرۂ عرب کے درمیان اور مشرقی گھاٹ اور خلیج بنگال کے درمیان واقع مشرقی ساحلی میدان ایک وسیع علاقے پر پھیلا ہوا ہے، زرخیزی کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ بنگلہ دیش کا ساحلی میدان دریائے گنگا اور دریائے برہم پترا کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہاں پر سیلاب کی وجہ سے زمین ناکارہ ہو چکی ہے۔ اور کاشت کاری کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سری لنکا اور جزائر مالدیپ کے ساحل علاقوں میں بھی کاشت کاری ہوتی ہے۔ یہاں کی اہم فصلیں چاول اور ناریل ہیں۔

3- سطح مرتفع

جنوبی ایشیا میں پہاڑی سلسلوں کی طرح سطح مرتفع کو بھی تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) سطح مرتفع پوٹھوہار (ب) سطح مرتفع بلوچستان (ج) سطح مرتفع دکن۔

(الف) سطح مرتفع پوٹھوہار

سطح مرتفع پوٹھوہار پاکستان کے شمالی حصے میں دریائے سندھ اور دریائے جہلم کے درمیان واقع ہے۔ یہاں بے شمار قدرتی معدنیات پائی جاتی ہیں جو پاکستان کی صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

(ب) سطح مرتفع بلوچستان

پاکستان کا صوبہ بلوچستان جغرافیائی اعتبار سے سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ سطح مرتفع پوٹھوہار کی طرح یہ سطح مرتفع بھی قدرتی معدنیات سے مالا مال ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر معدنی پیداوار سطح مرتفع بلوچستان سے حاصل کی جاتی ہے۔

(ج) سطح مرتفع دکن

دکن کی سطح مرتفع بھارت کے جنوبی حصہ میں واقع ہے۔ اس کے تین جانب پہاڑی سلسلے ہیں۔ سطح مرتفع کے ہموار علاقے آتش فشاں مٹی سے بنے ہیں جو زرعی اعتبار سے بہت زرخیز ہیں۔ بھارت میں سیاہ مٹی کی سطح مرتفع پر اعلیٰ قسم کی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ کیونکہ آتش فشائی راکھ والے میدان کپاس کی فصل کی زیادہ پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

شمال میں ست پڑا اور بندھیا چل کی پہاڑیاں اسے گنگا کے زرخیز میدان سے علیحدہ کرتی ہیں۔اس کے مشرق اور مغرب میں مشرقی گھاٹ اور مغربی گھاٹ کی چھوٹی اور بڑی پہاڑیاں ہیں جو شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی ہیں۔مشرقی گھاٹ کی نسبت مغربی گھاٹ کی بلندی زیادہ ہے اور بارش خوب ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے جنگلات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کوئلہ اور سونا یہاں کی اہم معدنیات ہیں۔

4- ریگستان

پاکستان کے جنوب مشرقی حصہ میں تھر کا بڑا ریگستان ہے جو آگے چل کر بھارت میں راجستھان کے وسیع ریگستان سے مل جاتا ہے۔بہاولپور کے علاقے میں اسے چولستان کا ریگستان کہتے ہیں۔پاکستان کا دوسرا بڑا صحرا تھل کہلاتا ہے۔اس میں میانوالی' مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے علاقے شامل ہیں۔ان ریگستانوں کا بہت سا حِصّہ نہری پانی سے قابلِ کاشت بنایا گیا ہے' لیکن بہت سے علاقے اب بھی غیر آباد ہیں۔جگہ جگہ ریت کے ٹیلے دکھائی دیتے ہیں۔کانٹے دار جھاڑیاں' ببُول اور تھور کے جُھنڈ اِس علاقے کی قدرتی نباتات ہیں۔

5- دریا / سمندر

جنوبی ایشیا کے اونچے پہاڑی سلسلے زیادہ برف باری کا باعث بنتے ہیں جس کی وجہ سے پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔گرمیوں میں یہ برف پگھل کر چھوٹی چھوٹی ندیوں کی شکل میں بہنا شروع کر دیتی ہے۔جو آخر کار بڑے دریاؤں میں جا گرتی ہیں۔سری لنکا کے علاوہ جنوبی ایشیا کے تمام بڑے دریا ان ہی شمالی پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ان میں دریائے سندھ' دریائے گنگا اور دریائے برہم پتر زیادہ مشہور ہیں۔پہاڑی علاقوں میں ان دریاؤں کی رفتار اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ بڑے بڑے پتھر اور کنکر بہا کر میدانی علاقوں تک لے جاتے ہیں۔میدانی علاقوں میں ڈھلان کم ہونے کی وجہ سے دریا کی رفتار کم ہو جاتی ہے اور بالآخر رفتار اس قدر سست ہو جاتی ہے کہ دریا ڈیلٹا بناتا ہوا سمندر میں جا گرتا ہے۔یوں تو جنوبی ایشیا میں بہت سے چھوٹے بڑے دریا ہیں مگر کچھ ملکوں کے دریا بہت مشہور ہیں۔

پاکستان کے دریا

پاکستان کا سب سے بڑا دریا، دریائے سندھ ہے۔مقامی طور پر اسے اٹک، اباسین یا مہران کے نام سے بھی
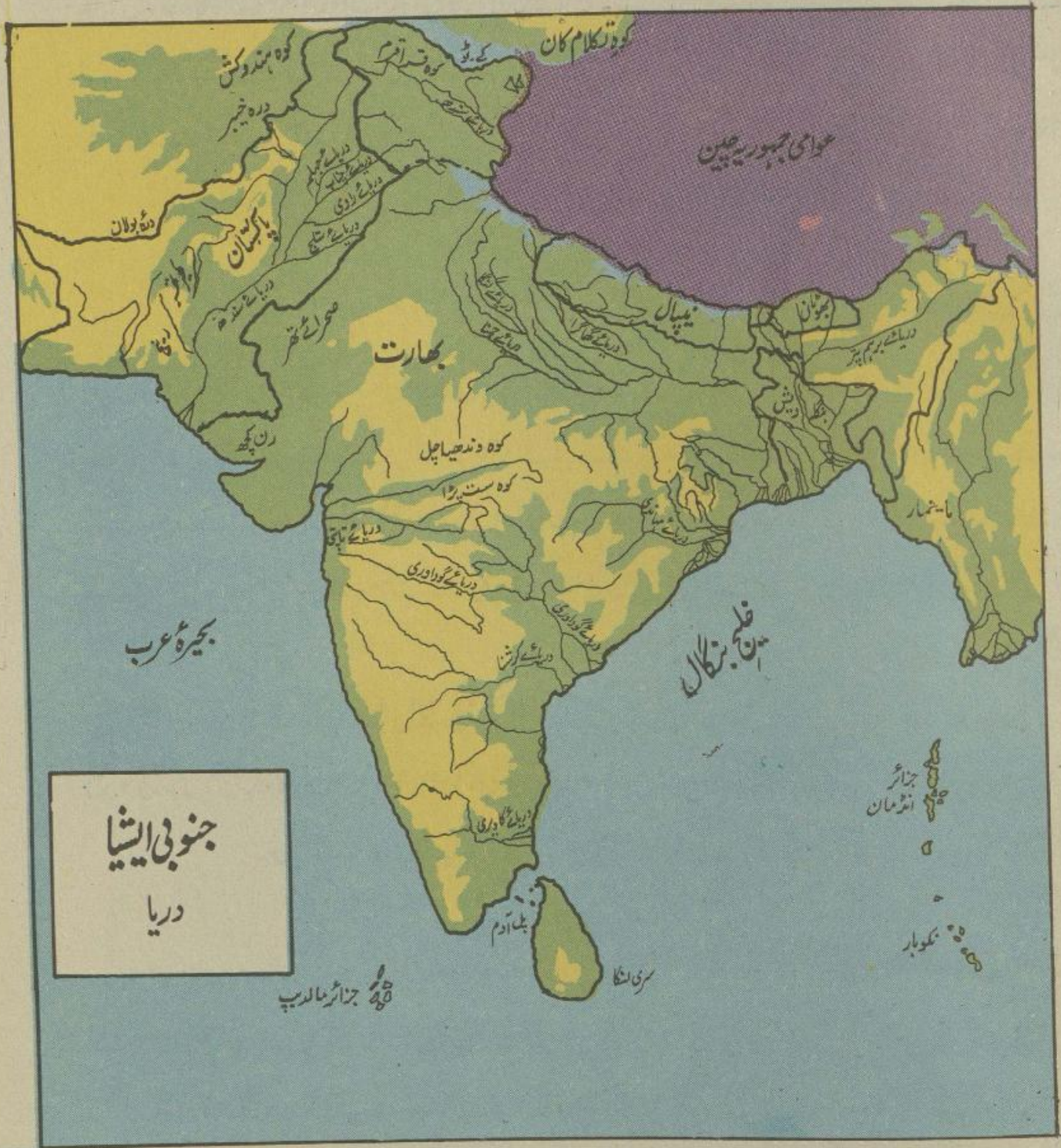
جنوبی ایشیا
دریا
کوہ ہندوکش
درہ خیبر
درۂ بولان
کوہ قراقرم
کے۔ ٹو
کوہ قراقرم
عوامی جمہوریہ چین
پاکستان
دریائے جہلم
دریائے راوی
دریائے ستلج
دریائے سندھ
صحرائے تھر
رن کچھ
بھارت
دریائے جمنا
دریائے گھاگرا
نیپال
بھوٹان
دریائے برہم پتر
کوہ وندھیاچل
کوہ ست پڑا
دریائے تاپتی
دریائے گوداوری
دریائے کرشنا
دریائے کاویری
خلیج بنگال
بحیرۂ عرب
جزائر انڈمان
نکوبار
سری لنکا
جزائر مالدیپ

پکارا جاتا ہے۔ یہ ہزاروں کلومیٹر دور سطح مرتفع تبت (چین) کے پہاڑوں سے نکل کر ایک ندی کی شکل میں بہتا ہے۔ راستے میں بہت سے پہاڑی ندی نالے اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جب دریائے سندھ خیر آباد (ضلع نوشہرہ) کے قریب پہنچتا ہے تو اس میں دریائے کابل بھی مل جاتا ہے۔ دریائے ستلج، راوی، چناب اور جہلم صوبۂ پنجاب میں پنجند کے مقام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور مٹھن کوٹ کے مقام پر دریائے سندھ میں مل جاتے ہیں۔ اس کے بعد دریائے سندھ جنوب کی طرف بہتا ہوا حیدر آباد سے گزر کر ٹھٹھہ کے مقام پر ڈیلٹا بناتا ہوا بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ ڈیلٹا کی زمین زرخیز ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تمام علاقہ گنجان آباد ہے۔

بھارت کے دریا

دریائے گنگا شمالی بھارت کا سب سے بڑا دریا ہے۔ یہ شمالی پہاڑوں سے نکل کر آتا ہے۔ اس میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے۔ دریائے گنگا شمالی بھارت کا دوسرا بڑا دریا ہے۔ دریائے برہم پترا ہمالیہ کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اور صوبہ آسام سے ہوتا ہوا بنگلہ دیش میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں سے جنوب کی طرف بہتا ہوا خلیج بنگال میں جا گرتا ہے۔ بھارت کی معاشی ترقی میں یہ دریا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے میدان ایک بڑی آبادی کے لیے روزگار مہیا کرتے ہیں۔

جنوبی بھارت کے دریا مغربی گھاٹ کی پہاڑیوں سے نکل کر خلیج بنگال میں جا گرتے ہیں۔ ان میں پانی صرف مون سون بارشوں کے وقت آتا ہے۔ ان میں اہم دریا مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری ہیں۔ سطح مرتفع دکن کے شمال میں دو دریا نرمدا اور تاپتی مغرب کی طرف بہتے ہوئے بحیرۂ عرب میں جا گرتے ہیں۔

بنگلہ دیش کے دریا

بنگلہ دیش میں بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ اس لیے یہاں بہت سے ندی نالے بہتے ہیں۔ دو چار کلومیٹر سفر طے کرنے سے شاید ایک دو ندیوں سے گذرنا پڑے۔ دریائے گنگا اور برہم پترا بھارت سے بہتے ہوئے بنگلہ دیش میں داخل ہوتے ہیں۔ دریائے گنگا کو بنگلہ دیش میں دریائے پدما بھی کہتے ہیں۔ دوسرے دریاؤں میں دریائے کرنافلی، گومتی، میگھنا، مدھومتی اور تیستا قابل ذکر ہیں۔

سری لنکا کے دریا

سری لنکا ایک پہاڑی ملک ہے اور یہاں بارش کافی زیادہ ہوتی ہے۔ بہت سے ندی نالوں کے علاوہ سری لنکا کے مشرقی کنارے کے دریا یان اویا اور گال اویا ہیں۔ جنوبی مشرق میں دریائے کمبوکان اویا، کرنڈی اویا اور اوی گنگا بہتے ہیں۔ مغربی کنارے کے دریاؤں کے نام ارووی ارو اور ڈیڈرو اویا ہیں۔ یہ سب دریا بحرِ ہند میں گرتے ہیں۔

نیپال اور بھوٹان کے دریا

نیپال بنیادی طور پر پہاڑی ملک ہے اس لیے یہاں بہت سے چھوٹے دریا ہیں۔ مشہور اور قابلِ ذکر دریاؤں میں دریا کرنالی، راپتی گندگ، باغ متی اور سپت گاسی ہیں۔ یہ سب دریا جنوب کی طرف سے بہتے ہوئے دریا گنگا سے جا ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ نیپال میں بے شمار چھوٹے بڑے ندی نالوں کے علاوہ دریائے ٹورسا اور مانسا قابل ذکر ہیں۔

جزائر مالدیپ میں کوئی بڑا دریا نہیں۔ تاہم چھوٹے چھوٹے ندی نالے بے شمار ہیں۔ زیادہ تر یہ ندی نالے بارش کے موسم میں بہتے ہیں۔

جنوبی ایشیا کے سمندر

جنوبی ایشیا کے جنوب میں ایک بڑا سمندر ہے جسے بحر ہند کہتے ہیں اور جنوب مغرب میں ایک بحیرہ ہے جو بحیرۂ عرب کہلاتا ہے۔ جنوبی ایشیائی ممالک کی تجارتی سرگرمیوں کا زیادہ تر انحصار ان ہی سمندروں پر ہے۔ بحر ہند اور بحیرۂ عرب کے ذریعے اس خطے کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ بھی تجارت بھی کی جا سکتی ہے اور مسافروں کو بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ جیسے جیسے ملکوں کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے' ویسے ویسے سمندروں کے ذریعے تجارت بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ان سے وافر مقدار میں غذا بھی حاصل کی جا رہی ہے۔

بچو! نقشہ غور سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ پانی کا قطعہ خشکی میں دور تک دھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ جسے خلیج کہتے ہیں۔ جنوبی ایشیا میں خلیج بنگال اس کی واضح مثال ہے۔ بنگلہ دیش' بھارت' سری لنکا اور میانمار کے درمیان زیادہ تر تجارت اسی خلیج کے ذریعے کی جاتی ہے۔ جیسے سمندر بین الاقوامی تجارتی سرگرمیوں کا ذریعہ ہیں ویسے ہی خلیج بنگال اس علاقے میں علاقائی تجارت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ سوالوں کے جوابات دیجیے۔

1- جنوبی ایشیا کا حدود اربعہ بتائیں۔

2- سطح کے لحاظ سے جنوبی ایشیا کو کن بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟

3- جنوبی ایشیا کے مشہور پہاڑی سلسلوں اور ان کی اونچی چوٹیوں کے کیا فائدے ہیں؟

4- پہاڑوں کے کیا فائدے ہیں؟

5- جنوبی ایشیا کے مشہور دریائی میدانوں کے نام بتائیں۔ یہ کن ممالک میں واقع ہیں؟

(ب) خالی جگہوں کو درست جوابت سے پُر کریں۔

(i)- کے۔ٹو کی چوٹی۔۔۔۔۔میں واقع ہے۔

(ii)- کوہِ ہندوکش کی بلندترین چوٹی۔۔۔۔۔۔۔ چترال میں واقع ہے۔

(iii)- دریائے سندھ۔۔۔۔۔۔کے مقام پر ڈیلٹا بنانا شروع کرتا ہے۔

سرگرمی

1- جنوبی ایشیا کے نقشے میں مندرجہ ذیل کی نشان دہی کریں۔

(الف) کوہ ہمالیہ (ب) کوہ قراقرم (ج) کوہ ہندوکش (د) ان پہاڑی سلسلوں کی مشہور چوٹیاں۔

2- جنوبی ایشیا کا نقشہ بنائیں اور اس میں پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے دریاؤں کی نشان دہی کریں۔

3- جنوبی ایشیا کا خاکہ لیں۔ اس میں دریائے سندھ، اس کے معاون دریا اور دریائے گنگا کا میدان دکھائیں۔

4- جنوبی ایشیا کا طبعی نقشہ بنائیں اور سطح مرتفع پوٹھوہار، سطح مرتفع بلوچستان اور سطح مرتفع دکن کی نشان دہی کریں۔

تیسرا باب

جنوبی ایشیا کی آب و ہوا

آپ نے اکثر لوگوں کو موسم اور آب و ہوا کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے سنا ہوگا۔ موسم اور آب و ہوا میں فرق ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کسی مقام پر تھوڑے عرصے کے لیے ہوا کی کیفیت کیا رہی؟ درجۂ حرارت کیا رہا؟ بارش کا کیا حال تھا؟ تو اس کے لیے موسم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی کسی مقام کی چند دنوں کی گرمی، سردی، بارش اور ہوا کے دباؤ کی مجموعی کیفیت کی کمی یا بیشی کو موسم کہا جاتا ہے۔ موسم عام طور پر بدلتا رہتا ہے۔

برخلاف اس کے آب و ہوا مستقل اور دوامی چیز ہے۔ سال بھر کی سردی، گرمی، بارش اور ہوا کے دباؤ کے حال کو آب و ہوا کہتے ہیں۔ آب و ہوا عام طور پر ایک سی رہتی ہے۔ مثلاً سکھر، لاہور اور پشاور میں گرمیوں کے زمانے میں سخت گرمی اور سردیوں کے زمانے میں سخت سردی اور بارش کے زمانے میں بارش ہو جاتی ہے۔ یہ وہاں کی آب و ہوا ہے اور یہ حالت ہر سال ایک سی رہتی ہے۔

آب و ہوا پر اثر انداز ہونے والے عناصر

ذیل میں ان جغرافیائی اور قدرتی عوامل کا ذکر کیا جاتا ہے جو کسی علاقے کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

1-خطِ استوا سے فاصلہ

سال کے زیادہ حصے میں سورج خط کے اوپر اور اردگرد عموداً چمکتا ہے۔ سورج کی عمودی شعاعیں ترچھی شعاعوں سے زیادہ گرم ہوتی ہیں۔ اس لیے کوئی مقام جتنا خطِ استوا کے قریب ہوگا اتنا ہی گرم ہوگا اور جتنا دور ہوگا اتنا ہی سرد ہوگا۔ خط استوا کے قریب موسم سال بھر ایک جیسا رہتا ہے۔

2- سمندر سے فاصلہ

جو علاقے سمندر سے زیادہ نزدیک ہوتے ہیں ان کی آب و ہوا معتدل یا خوشگوار ہوتی ہے۔ جیسے جیسے سمندر سے دور ہوتے جائیں درجۂ حرارت بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے وقت سمندر کے نزدیک زمین جلد گرم ہو جاتی ہے اور وہاں ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے۔ سمندر جلدی گرم نہیں ہوتا اس لیے وہاں قدرے ٹھنڈک ہوتی ہے اور ہوا کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔ دن کے وقت سمندر کی جانب سے ٹھنڈی اور مرطوب ہوائیں خشکی

کی طرف آ کر درجۂ حرارت کم کر دیتی ہیں۔ رات کو سورج کے غروب ہونے پر زمین جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور وہاں کا دباؤ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس سمندر پر گرمی ہو جاتی ہے اور ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے۔ اس لیے رات کی ہوائیں خشکی کی طرف چلتی ہیں اور اس سے موسم خوشگوار رہتا ہے۔ ان ہواؤں کو نسیم بری اور نسیم بحری کہتے ہیں۔

3- سطح سمندر سے بلندی

جو علاقے سطح سمندر سے بلند ہوں گے وہاں درجۂ حرارت کم ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کوئی جگہ سمندر سے جتنی بلند ہوگی اتنی ہی سرد ہوگی اور جتنی کم بلند ہوگی اتنی ہی گرم۔ پاکستان اور بھارت کے میدانوں سے شمالی پہاڑوں کی طرف ہم جوں جوں بلند مقامات کی طرف جائیں درجۂ حرارت گرتا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ، کوہ قراقرم اور کوہ ہندوکش کی چوٹیوں پر گرمی کے موسم میں برف باری ہوتی ہے، کیونکہ وہاں گرمی کا موسم ہوتا ہی نہیں۔

4- ہواؤں کا رخ

سمندر کی جانب سے آنے والی ہواؤں میں آبی بخارات ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ بارش برساتی ہیں۔ خشکی کی طرف سے آنے والی ہواؤں میں نمی کی کمی ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہی نہیں یا کم ہوتی ہے۔

جنوبی ایشیا میں مون سون ہوائیں گرمی کے موسم میں سمندر کی جانب سے خشکی کی جانب آتی ہیں۔ ان مون سون ہواؤں میں آبی بخارات کثرت سے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے شمالی پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے۔ موسم سرما میں مون سون ہوائیں خشکی کی جانب سے سمندر کی جانب چلتی ہیں۔ لہٰذا یہ ہوائیں خشک ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں عام طور پر مون سون بارش نہیں ہوتی۔

5- پہاڑوں کا رخ

آب و ہوا کے بارے میں پہاڑوں کا رخ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال کی مون سون ہوائیں موسم گرما میں شمالی پہاڑوں کی جانب جاتی ہیں۔ جب پہاڑوں کے سلسلے ان کا راستہ روکتے ہیں تو وہ ہوائیں اوپر کی جانب اٹھتی ہیں۔ جب مرطوب ہوائیں اوپر جاتی ہیں تو ٹھنڈک کی وجہ سے آبی بخارات پانی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح مون سون بارش پہاڑوں سے شروع ہو کر میدانوں کی طرف بڑھتی ہے۔

6- انسانی سرگرمیاں

آب و ہوا پر نہ صرف قدرتی عوامل اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ اس علاقے میں بعض انسانی سرگرمیاں بھی

آب وہوا میں تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی رہائشی ضروریات کے لیے آبادیاں اور صنعتی کارخانے لگانے کے لیے قدرتی جنگلات کا صفایا کر دیا جاتا ہے۔ لکڑی کی دیگر ضروریات کے لیے بھی درخت تیز رفتاری سے کاٹے جا رہے ہیں جس سے اس علاقے کی آب وہوا بدل جاتی ہے۔ بارش کم ہو جانے سے موسم خوشگوار نہیں رہتا۔ گنجان آبادی میں صنعتوں کا قیام، ذرائع آمد ورفت اور تابکاری کے اثرات فضا کو آلودہ کرتے رہتے ہیں۔ ان سے پیدا ہونے والے دھوئیں، گرد وغبار اور دوسرے ذرّات فضا میں معلق رہنے سے آبی بخارات اور بارش کا عمل متاثر رہتا ہے۔ اسی طرح سمندر کی وسیع سطح پر جہازوں اور تیل بردار ٹینکوں سے رسنے والے تیل کی تہہ بھی آبی بخارات یعنی بادل بننے کے عمل میں مداخلت پیدا کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں غیر موزوں موسمی تبدیلیاں واقع ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا فضائی آلودگی بڑھنے سے آب وہوا میں کسی غیر معمولی تبدیلی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ فضائی آلودگی بڑھنے سے آب وہوا پر برا اثر پڑتا ہے۔ فضائی آلودگی کی کمی سے تدابیر انفرادی اور اجتماعی طور پر ضروری ہیں۔ فضائی آلودگی کی کمی اور شرح آبادی کی کمی کسی بھی قوم اور ملک کے لیے خوش آئند ہوتی ہے۔

جنوبی ایشیا کی آب وہوا

جنوبی ایشیا بہت وسیع علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے جنوبی ایشیا کی مختلف علاقوں کی آب وہوا مختلف ہے۔

عام طور پر جنوبی ایشیا میں گرمیوں کا موسم لمبا اور سردیوں کا مختصر ہوتا ہے۔ گرمیوں اور سردیوں سے پیشتر کچھ دنوں کے لیے موسم خوش گوار ہوتا ہے۔ نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ زیادہ سردی۔ گرمیوں کے شروع ہونے سے پہلے موسم کو موسم بہار کہتے ہیں۔ اس موسم میں درختوں کے پتے نکلتے ہیں۔ سردی شروع ہونے سے پہلے موسم کو موسم خزاں کہتے ہیں۔ اس موسم میں درختوں کے پتے زرد ہو کر گر جاتے ہیں۔ موسم گرما اپریل کے مہینے سے شروع ہو جاتا ہے اور ستمبر کے وسط تک رہتا ہے۔ اس موسم میں سورج خطِ سرطان پر عموداً چمکتا ہے۔ خط سرطان پاکستان کے عین جنوب اور بھارت کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس لیے ان علاقوں میں خوب گرمی پڑتی ہے۔ خاص طور پر پاکستان اور بھارت کے میدانی علاقوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں درجۂ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ سبّی اور جیکب آباد گرمی کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ بنگلہ دیش پر مون سون ہواؤں کا بہت زیادہ اثر رہتا ہے۔ سری لنکا خط استوا کے قریب ہے اس لیے وہاں بارش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ برسات اور گرمی کا موسم طویل ہوتا ہے۔ مگر سردیوں میں زیادہ سردی نہیں ہوتی۔ نیپال اور بھوٹان اونچے پہاڑوں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں۔ موسم برسات میں بارش

بھی کافی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ علاقہ سال بھر زیادہ تر سرد رہتا ہے۔

مُون سُون ہوائیں

مون سون وہ موسمی ہوائیں ہیں جو گرمی کے موسم میں چھ مہینے سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں اور جاڑے کے موسم میں خشکی سے سمندر کی طرف چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں جنوبی ایشیا کی آب وہوا پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ موسم گرما میں جتنی بھی بارش ہوتی ہے وہ ان ہی ہواؤں سے ہوتی ہے۔ موسم بدلنے کے ساتھ یہ ہوائیں بھی اپنا رخ بدل دیتی ہیں۔

موسم گرما کی مُون سُون ہوائیں

موسم گرما میں سورج خطِ سرطان پر عموماً چمکتا ہے۔ اس لیے جنوبی ایشیا کے میدانی علاقے سخت گرم ہوجاتے ہیں۔ گرمی کی وجہ سے ہوا ہلکی ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے ان میدانی علاقوں میں ہوا کا دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ اس کے برعکس جنوبی سمندروں پر ہوا کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے، چونکہ ہوا ہمیشہ زیادہ دباؤ والے علاقے کی طرف چلتی ہے۔ اس لیے ہوائیں سمندر سے میدانوں کی طرف چلنے لگتی ہیں۔ ان کو موسم گرما کی مون سون ہوائیں کہتے ہیں۔ ان کی دو مثالیں ہیں:

1- بحیرۂ عرب کی مون سون ہوائیں

2- خلیج بنگال کی مون سون ہوائیں
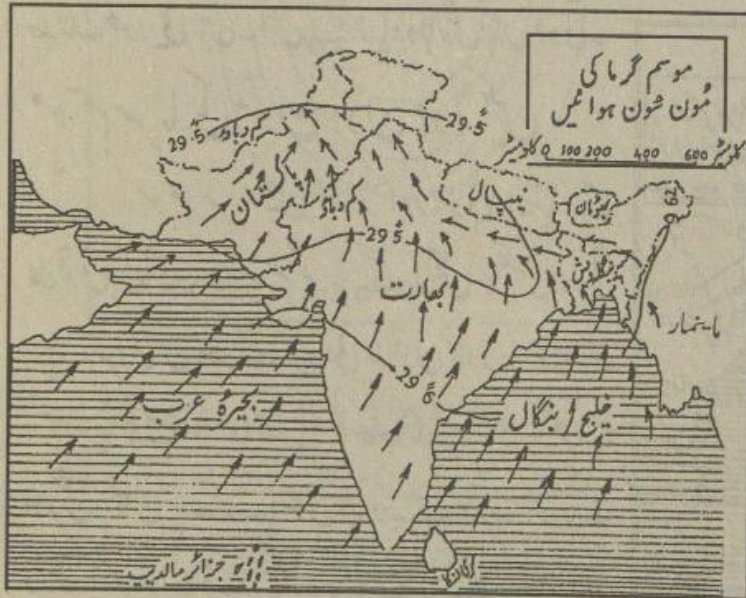
1- بحیرۂ عرب کی مُون سُون ہوائیں:

گرمیوں کے موسم میں بحیرۂ عرب سے مون سون ہوائیں وادیٔ سندھ اور وادیٔ گنگا کی جانب چلتی ہیں۔ کیونکہ بحیرۂ عرب میں ہواؤں کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے اور گرمی کی وجہ سے دریائے سندھ اور گنگا جمنا کی وادی میں دباؤ کم ہوتا ہے۔ ہوا ہمیشہ زیادہ دباؤ سے کم دباؤ والے علاقے کی جانب چلتی ہے۔ سمندر سے آنے والی ہوائیں بارش لاتی ہیں۔ سندھ پاکستان میں کھیر تھر کے پہاڑوں اور راجستھان بھارت میں اراولی کے پہاڑوں کا رخ ہواؤں کے رخ کے مطابق ہے۔ اس لیے سندھ اور راجستھان سے یہ ہوائیں بغیر بارش برسائے آگے نکل جاتی ہیں۔ مزید شمال کی طرف بڑھنے کے بعد یہ وہاں

کوہ ہمالیہ سے ٹکرا کر اوپر اٹھتی ہیں اور اس علاقے میں اچھی خاصی بارش ہوتی ہے۔ بحیرۂ عرب سے اٹھتی ہوئی کچھ مون سون ہوائیں بھارت کے مغربی ساحل کی طرف رخ کرتی ہیں۔ اس ساحل پر مغربی گھاٹ کے بلند پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں سے ٹکرا کر مون سون ہوائیں خوب بارش برساتی ہیں۔ کچھ ہوائیں جوان پہاڑوں کو عبور کر کے آگے بڑھ جاتی ہیں، ان ہواؤں میں آبی بخارات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی گھاٹ پر تو اچھی خاصی بارش ہوتی ہے، مگر سطح مرتفع دکن پر کم بارش ہوتی ہے۔ بحیرۂ عرب کی موسم گرما کی مون سون ہواؤں سے جزائر مالدیپ میں گرمیوں میں اچھی خاصی بارش ہوتی ہے۔

2- خلیج بنگال کی مُون سُون ہوائیں: خلیج بنگال کے پیچھے بحرِ ہند کا وسیع علاقہ ہے۔ اس لیے خلیج بنگال سے چلنے ولی ہواؤں میں بہت زیادہ آبی بخارات ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے جنوب میں کوئی پہاڑ نہیں اس لیے یہ ہوائیں بنگلہ دیش سے گذر کر شمال میں آسام کی پہاڑیوں اور کوہ ہمالیہ سے ٹکرا کر آسام اور بنگلہ دیش میں کثرت سے بارش برساتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ بارش آسام کی پہاڑیوں پر ہوتی ہے۔ وہاں سے یہ ہوائیں مغرب کی طرف مڑ جاتی ہیں اور شمالی ہندوستان کے میدانوں سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتی ہیں۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے یہ ہوائیں اپنی نمی کافی حد تک کھو دیتی ہیں۔ اس لیے زیادہ بارش نہیں ہوتی۔

موسم سرما کی مون سون ہوائیں

موسم سرما میں سمندر اور جنوبی ایشیا کے علاقوں کی کیفیت موسم گرما کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ سردی کی وجہ سے میدانی علاقوں کا درجۂ حرارت کم ہو جاتا ہے اور ہوا کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال پر قدرے گرمی کی وجہ سے درجۂ حرارت زیادہ اور ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر میدانوں یعنی خشکی کی طرف سے ہوائیں سمندر کی جانب چلنا شروع کرتی ہیں۔ ان ہواؤں کو موسم سرما کی مون سون ہوائیں کہتے ہیں۔ یہ ہوائیں ٹھنڈی اور خشک ہوتی ہیں۔ کیونکہ خشکی کی طرف سے آنے کی وجہ سے ان میں آبی بخارات بہت کم ہوتے ہیں۔ لہٰذا سردی میں مون سون بارش نہیں ہوتی البتہ مشرقی گھاٹ میں پھر ان ہواؤں کی وجہ سے تھوڑی سی بارش ہو جاتی ہے کیونکہ خلیج بنگال کے اوپر سے
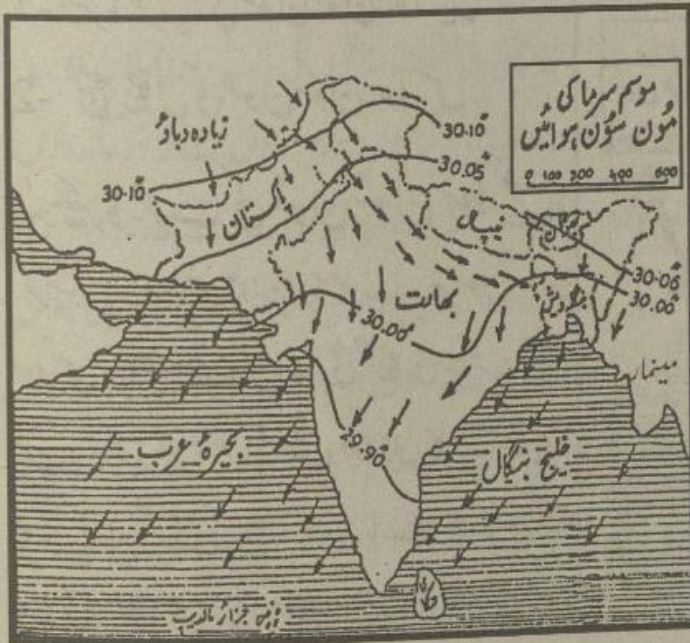
چلنے والی ہواؤں میں کچھ آبی بخارات مل جاتے ہیں۔

جزائر مالدیپ میں موسم سرما کی مون سون کی وجہ سے سردیوں میں بھی بارش ہوتی ہے۔

گرد باد

گرد باد کو جغرافیہ میں عام طور پر سائیکلون (Cyclone) کہا جاتا ہے۔ جب کسی مقامی وجہ سے کسی جگہ کا ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور اس مقام کے اردگرد ہوا کا دباؤ بڑھ جاتا ہے تو ہوا کے طاقتور چکّر پیدا ہوتے ہیں جنھیں گرد باد کہتے ہیں۔
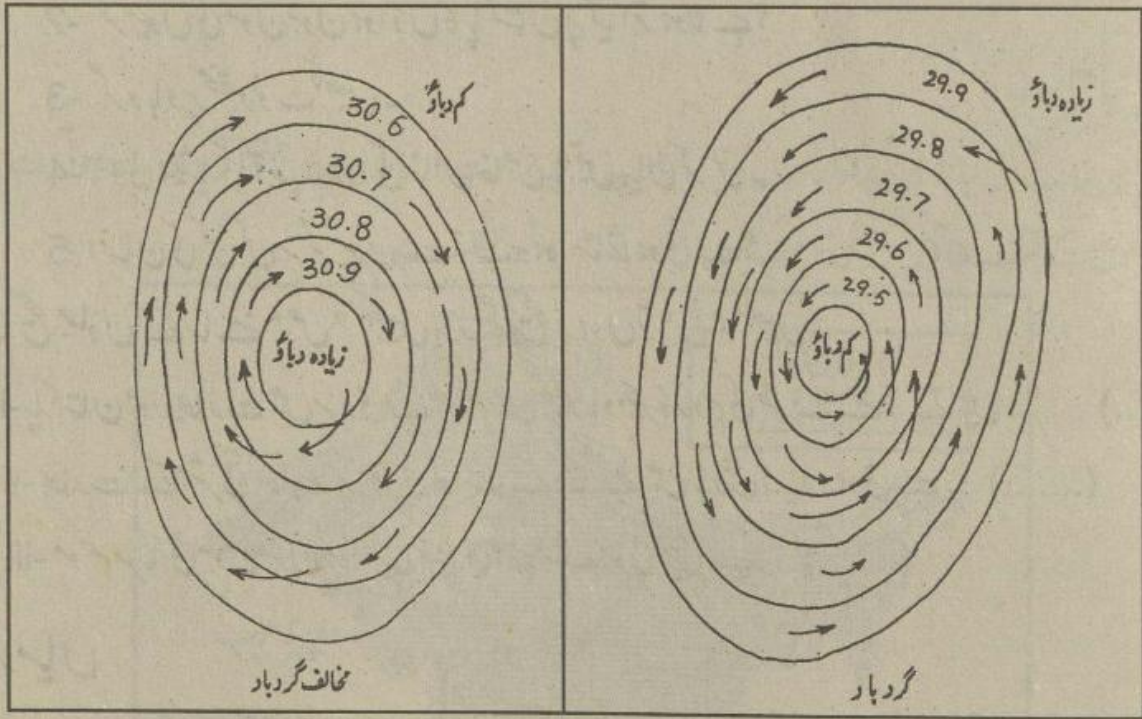
ہوا ہمیشہ زیادہ دباؤ والے علاقے کی طرف چلتی ہے اس لیے اس مقام پر ہوا باہر کی طرف سے اندر کی طرف چلنا شروع کرتی ہے۔ اس طرح چلنے سے ہوا ایک دائرے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کا رخ اندر کی طرف ہوتا ہے۔ جب تیز رفتاری سے ہوا اندر کی طرف جائے گی تو بڑا گرد باد ہوگا اور اس کا اندرونی حصہ اتنا ہی طاقتور ہوگا۔

جنوبی ایشیا میں سردیوں کے موسم میں گرد باد بحیرۂ روم کی طرف سے آتے ہیں اس لیے ان میں کافی مقدار میں آبی بخارات ہوتے ہیں۔ یہ گرد باد پاکستان کے صوبۂ بلوچستان سے ہوتے ہوئے صوبۂ پنجاب کے مغربی پہاڑوں اور میدانی علاقوں میں پہنچ کر وہاں سردیوں کے موسم میں بارش کا باعث بنتے ہیں۔ بلوچستان اور پنجاب میں سردیوں میں بارش گرد باد کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بعض علاقوں میں مخالف گرد باد بھی چلتے ہیں۔ مخالف گرد باد میں اندر کی ہوا میں دباؤ زیادہ ہوتا ہے اور باہر کا کم۔ اس لیے ہوا اندر کی طرف سے باہر کی طرف چلتی ہے۔ مخالف گرد باد کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی تاہم موسم قدرے خوشگوار ہو جاتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دیجیے۔

1- کسی ملک یا مقام کی آب و ہوا پر کن کن جغرافیائی عوامل کا اثر ہوتا ہے؟

2- گرمیوں کی مون سون ہواؤں کا پاکستان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

3- گرد باد پر مختصر نوٹ لکھیں۔

4- جنوبی ایشیا کی آب و ہوا کی خاص خاص باتیں بیان کریں۔

5- انسان کی کن کن سرگرمیوں سے آب و ہوا متاثر ہوتی ہے؟

(ب) صحیح جملوں کے سامنے "ص" لکھیں اور اگر صحیح نہ ہوں تو "غ" لکھیں۔

i- پاکستان اور بھارت میں سردی کے موسم میں گرد باد بحیرۂ روم کی طرف سے آتے ہیں۔ (......)

ii- بھارت کے مشرقی گھاٹ پر مغربی گھاٹ کے مقابلے میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ (.......)

iii- موسم سرما کی مون سون ہوائیں ٹھنڈی اور خشک ہوتی ہیں۔ (.......)

سرگرمیاں

1- جنوبی ایشیا کے نقشے کے خاکے میں زیادہ اور کم بارش والے علاقوں کو مختلف رنگ دے کر ظاہر کریں۔

2- جنوبی ایشیا کے نقشے کے خاکے میں تیروں کی مدد سے موسم گرما اور موسم سرما کی مون سون ہواؤں کا رخ ظاہر کریں۔

چوتھا باب

جنوبی ایشیا کے وسائل

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانوں کے لیے بہت سی ایسی اشیاء بنائی ہیں جنھیں انسان استعمال کر کے بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی زندگی اچھے طریقے اور سہولت سے گزارتا ہے۔ ان سب کو قدرتی وسائل کہتے ہیں، جیسے قدرتی نباتات، پانی، مٹی، معدنیات اور حیوانات۔

قدرتی نباتات

ہر علاقے کی نباتاتی پیداوار، وہاں کی مٹی، دھوپ، درجہ حرارت اور بارش کی کمی بیشی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے ملکوں کے مختلف علاقوں کی مٹی، دھوپ، درجہ حرارت اور بارش مختلف ہے۔
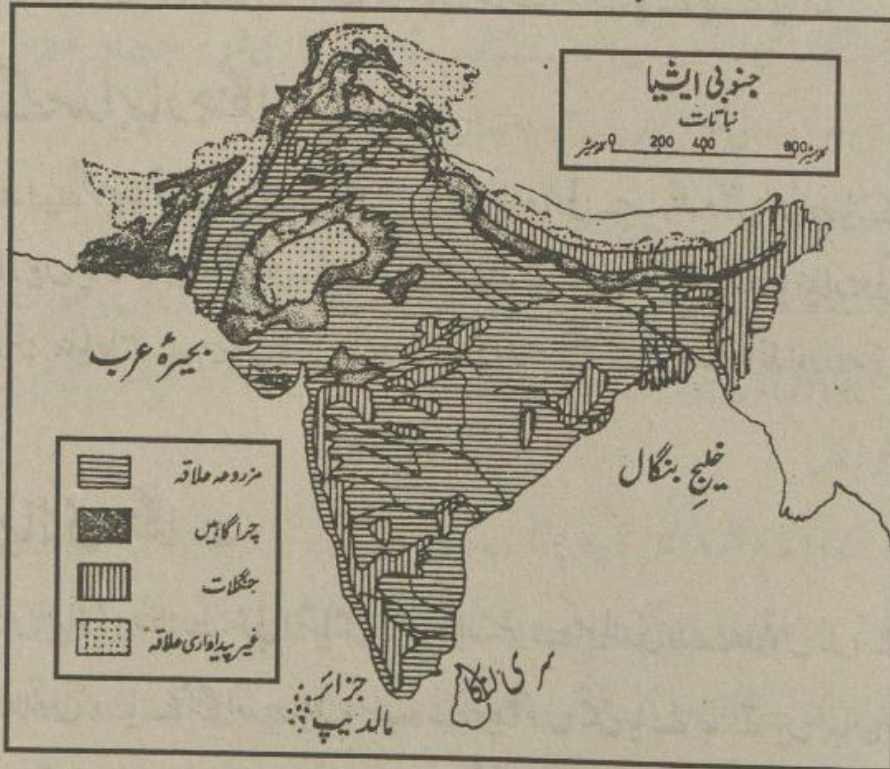
کسی ملک یا علاقے کی قدرتی نباتات کا اِنحصار وہاں کے درجہ حرارت، بارش اور زمین کی خاصیت پر ہے۔ جنوبی ایشیا کے مختلف حِصّوں کی آب و ہوا اور زمینی مٹی کی خصوصیات میں کافی فرق پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہاں کے مختلف حِصّوں میں قدرتی نباتات ایک جیسی نہیں۔ جس علاقے میں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سدا بہار نرم لکڑی کے جنگلات

نرم لکڑی کے سدا بہار جنگلات جنوبی ایشیا کے شمالی پہاڑی علاقوں میں ایک ہزار میٹر سے زائد بلندی پر پائے جاتے ہیں۔ اِن جنگلات میں چیل، دیودار اور صنوبر کے درخت عام ملتے ہیں۔ اِن درختوں کی نرم لکڑی فرنیچر بنانے اور عمارتی کام میں اِستعمال ہوتی ہے۔ اِن درختوں کے تنوں سے ایک خاص قسم کا رس بھی نکلتا ہے۔ جسے گندہ بیروزہ کہتے ہیں۔ گندہ بیرزہ سے وارنشِ اور تارپین کا تیل وغیرہ تیار کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں نرم لکڑی کے سدا بہار جنگلات شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقوں یعنی گلگت، چترال، سوات، دیر اور ہزارہ میں پائے جاتے ہیں لیکن یہ ہماری ضروریات سے بہت کم ہیں۔ بھارت میں ایسے جنگلات صوبہ آسام، اُتر پردیش اور پنجاب میں پائے جاتے ہیں۔ مغربی گھاٹ کے پہاڑ بھی اس قسم کے جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

نیپال، بھوٹان اور کشمیر میں بھی نرم لکڑی کے سدا بہار جنگلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سخت لکڑی کے سدا بہار جنگلات

یہ جنگلات ایسے گرم علاقوں میں ملتے ہیں جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش میں دریائے گنگا کا ڈیلٹائی علاقہ اور چٹا گانگ کی پہاڑیوں پر ساگوان اور مہاگنی کے درخت عام ملتے ہیں۔ ان کی لکڑی بہت پائیدار ہوتی ہے جس سے ریل کے سلیپر، ڈبے اور فرنیچر بنایا جاتا ہے۔ یہاں بانس کے درخت بھی عام ملتے ہیں ان سے کاغذ اور دوسری بہت سی اشیاء بنائی جاتی ہیں۔

برگ افشاں پہاڑی جنگلات

برگ افشاں پہاڑی جنگلات جنوبی ایشیا میں ایک ہزار میٹر سے کم بلندی والے علاقوں میں ملتے ہیں۔ یہ جنگلات پہاڑوں کے دامنی علاقوں، دریائے گنگا اور دریائے سندھ کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں جہاں درمیانے درجے کی بارش ہوتی ہے۔ ان جنگلات میں پیپل، آم، جامن، اخروٹ اور شیشم وغیرہ کے درخت ملتے ہیں۔ ان کے پتے موسمِ خزاں اور موسمِ سرما میں گر جاتے ہیں اس لیے انہیں برگ افشاں کہا جاتا ہے۔ ان درختوں کی لکڑی کھیلوں کے سامان کے علاوہ گھریلو اشیاء بنانے اور ایندھن کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے۔

میدانی جنگلات

جنوبی ایشیا کے اکثر علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے۔ایسے علاقوں میں چھوٹے قد کے درخت، کانٹے دار جھاڑیاں اور سخت قسم کی گھاس اُگتی ہے۔لکڑی جلانے اور گھاس مویشیوں کے لیے چارے کے کام آتی ہے۔ان درختوں میں شیشم، نیم، ببول، کیکر اور شہتوت شامل ہیں جو عام طور پر دریاؤں اور نہروں کے کنارے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے درخت سطح مُرتفع پوٹھوہار اور صحرائی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ بھارت میں بھارتی پنجاب اور سطح مُرتفع دکن میں ایسے جنگلات ملتے ہیں۔

پاکستان میں دریائے جہلم کے کناروں پر اور چیچہ وطنی، ملتان، چھانگا مانگا، ساہیوال اور سندھ میں میانی کے مقام پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں۔

ساحلی جنگلات

جنوبی ایشیا کے ساحلی علاقوں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے جھاڑی نما درخت اور جُھنڈ دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان علاقوں سے حاصل ہونے والی لکڑی بطورِ ایندھن استعمال کی جاتی ہے۔

پاکستان کے ساحلی علاقوں میں زیادہ تر گھاس اُگتی ہے اور کچھ درخت بھی پائے جاتے ہیں، جن سے جانوروں کے لیے چارہ اور جلانے کے لیے لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ کہیں کہیں کھجور کے درخت بھی ہیں۔ بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش اور مالدیپ کے ساحلی علاقوں میں جھاڑیوں اور گھاس کے ساتھ ساتھ ناریل کے جُھنڈ بھی نظر آتے ہیں۔

جنگلات کے فوائد

جنگلات کے فوائد پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی ملک کی ترقی میں ان کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ جن ملکوں میں جنگلات زیادہ ہوتے ہیں، وہاں ترقی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق جس ملک کے 25 فیصد سے 30 فیصد علاقے میں جنگلات ہوں وہ ملک خوشحال تصور ہوتا ہے۔ پاکستان میں صرف 4.5 فیصد علاقے میں جنگلات ہیں۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ جنگلات میں کمی ہوئی ہے۔ لوگوں نے اپنی ضروریات کے لیے جنگلات کو بے دردی سے کاٹا ہے۔ ہمیں پاکستان میں درخت اگانے کی اشد ضرورت ہے۔ جنگلات کے اہم فائدے یہ ہیں۔

1- ہم جنگلات سے لکڑی حاصل کرتے ہیں۔ یہ لکڑی فرنیچر، عمارتی سامان، ریل گاڑی کے ڈبے، سلیپر، کشتیاں بنانے

کی صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ جنگلات کی وجہ سے پلائی وڈ، کھیلوں کے سامان، ماچس اور چپ بورڈ بنانے کے کارخانوں میں ترقی ہوئی ہے۔

2- چیڑ، دیودار، پڑتل وغیرہ کے درختوں سے ایک قسم کا رس نکالا جاتا ہے جس کو گندہ بیروزہ کہتے ہیں۔ یہ وارنش اور تارپین بنانے کے کام آتا ہے۔

3- جنگلات کسی علاقے کو خوبصورت اور دلکش بناتے ہیں۔ جنگلات کی موجودگی سے ماحول کی آلودگی کم کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ جنگلات سے گزر کر آنے والی ہوا صاف ہوتی ہے۔

4- اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لیے جنگلات میں بہت سی قسموں کی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں جو مختلف دوائیں بنانے میں کام آتی ہیں۔ بلوچستان میں ایک قسم کی گھاس پائی جاتی ہے۔ اس سے ایفیڈرین بنتی ہے جو کھانسی اور سانس کی دوائیوں میں استعمال ہوتی ہے۔

5- جنگلوں میں بہت سے چرند اور پرند ملتے ہیں لوگ ان کا شکار کر کے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ جانوروں کی کھالوں سے لباس بھی تیار کرتے ہیں۔

6- جنگلات میں بہت سے پھلوں کے درخت ملتے ہیں۔ ان پھلوں کو پیوند کاری کے ذریعے بہتر بنایا جاتا ہے۔

7- جنگلات بارش کا سبب بنتے ہیں۔

8- جنگلات سیلاب کے پانی کو روک کر زمین کی زرخیز سطح کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں جنگلات لگا کر زمین کے کٹاؤ کو روکا جاتا ہے۔

9- جنگلات میں بہترین قسم کی چراگاہیں پائی جاتی ہیں، جہاں مویشی پالے جاتے ہیں۔ ہم ان کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں۔ ان کی اون گرم کپڑے بنانے اور کھالیں، چمڑے کی چیزیں بنانے کے کام آتی ہیں۔

10- جنگلات میں ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں جن سے ریشم حاصل کر کے ریشمی کپڑا بناتے ہیں۔

11- جنگلات میں شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں جن سے شہد حاصل ہوتا ہے۔ شہد بہت مفید چیز ہے۔

12- جنگلات سے ہونے والی آمدنی سے لوگوں کا معیار زندگی بہتر بنانے اور بنیادی سہولیات کی فراہمی میں بڑی مدد ملتی ہے۔

جنگلات کی حفاظت

جنگلات کسی ملک کے لیے قومی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ہر فرد کو ان کی حفاظت اور افزائش کا خیال رکھنا چاہیے۔

غیر ضروری طور پر جنگلات نہ کاٹے جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے۔ جنگلات کے علاوہ بھی جگہ جگہ شجرکاری کی مہم چلائیں۔ اس لیے کہ درخت ایک قومی دولت ہیں اور قومی دولت کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔

جنوبی ایشیا کے ذرائع آبپاشی

جنوبی ایشیا کے ملکوں کے اکثر حصوں میں باقاعدگی سے بارش نہیں ہوتی، اس لیے فصلوں کو سارا سال پانی نہیں ملتا۔ لہٰذا ان حصوں میں زرعی پیداوار کے لیے آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے ملکوں، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے دریا سندھ، گنگا، برہم پترا اور ان کے معاون دریاؤں میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے۔
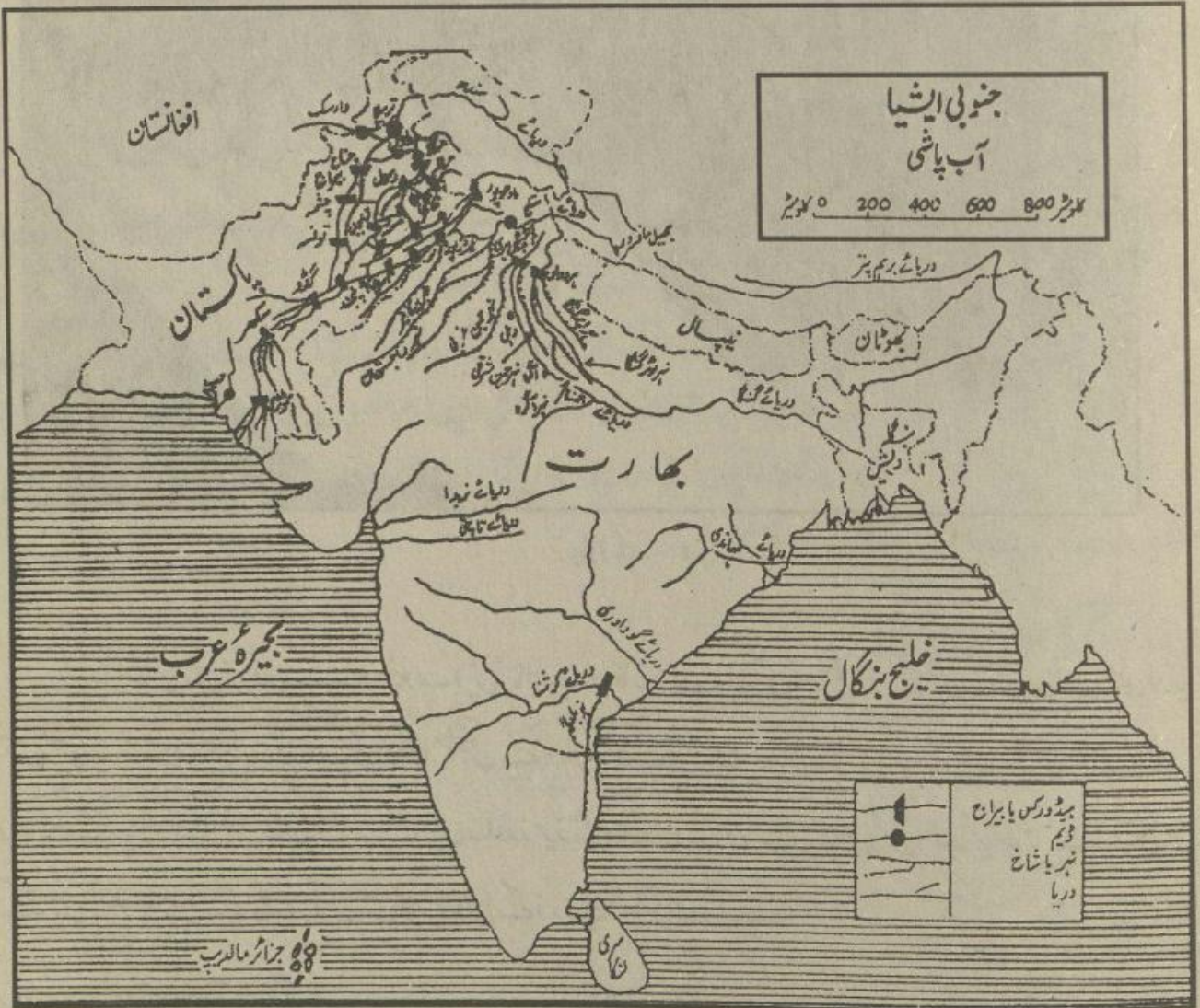
آبپاشی کے لیے ان دریاؤں سے بہت سی نہریں نکال گئی ہیں۔ نہروں کے علاوہ ان ملکوں کے اہم ذرائع آبپاشی ٹیوب ویل، کنوئیں اور تالاب ہیں۔

پاکستان کا نظامِ آبپاشی

بیراجوں کے علاوہ دریاؤں پر بڑے بڑے بند باندھے گئے ہیں۔ ان کو ڈیم کہتے ہیں۔ ان کا بڑا مقصد پن بجلی پیدا کرنا ہے۔ ان سے نہریں نکال کر آبپاشی بھی کی جاتی ہے۔ ان میں تربیلا ڈیم' منگلا ڈیم اور وارسک ڈیم اہم ڈیم ہیں۔ تربیلا سب سے بڑا ڈیم ہے۔ اسے دریائے سندھ پر بنایا گیا ہے اس سے آبپاشی اور پن بجلی کی ضرورت کسی حد تک پوری ہوتی ہے۔ اس نہری نظام کی وجہ سے زرعی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔
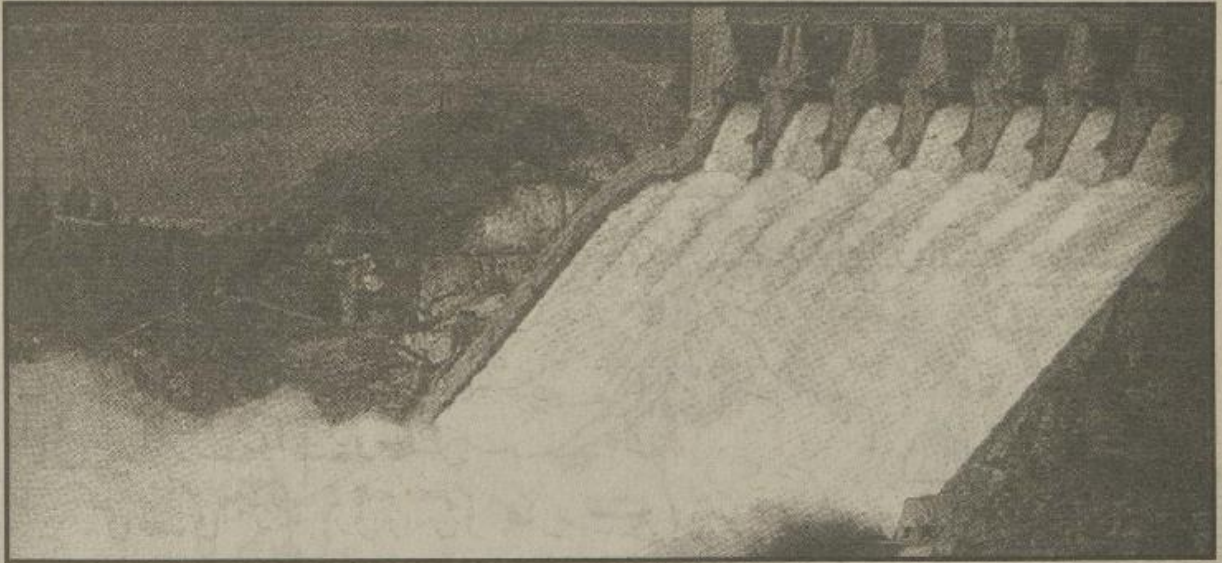
تربیلا ڈیم

پاکستان میں نہروں کے علاوہ ٹیوب ویل' تالاب اور کاریزوں سے بھی آبپاشی کرتے ہیں۔ جن علاقوں میں دریا نہیں ہیں یا زمین ناہموار ہے اور پانی نکالنا مشکل ہے' وہاں ٹیوب ویل لگا کر پانی حاصل کرتے ہیں۔ بعض علاقوں میں برسات کے پانی کو تالابوں میں جمع کر لیتے ہیں۔ اور زیر زمین نالیوں کے ذریعے زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے جسے کاریز کہتے ہیں۔ بلوچستان کے کچھ علاقوں میں کاریزوں کے ذریعے آبپاشی ہوتی ہے۔

بھارت کا نظامِ آبپاشی

بھارت کے دریاؤں میں بھی پانی سارا سال بہتا رہتا ہے اس لیے آبپاشی کا اہم ذریعہ نہریں ہیں۔ دریائے سندھ کے تین مشرقی معاونوں یعنی دریائے ستلج' بیاس اور راوی سے نہریں نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ دریائے راوی

سے نہر اپر باری دوآب نکالی گئی ہے۔ دریائے ستلج سے نکلنے والی نہریں مشرقی پنجاب (بھارت) کو آبپاشی کے لیے پانی مہیا کرتی ہیں۔ دریائے گنگا اور جمنا کے میدان اپنی زرخیزی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ یہاں بارش کم ہوتی ہے ان دریاؤں سے نہریں نکال کر پانی کی کمی کو پورا کیا گیا ہے۔ ان میں نہر جمن غربی' نہر جمن شرقی' نہر اپر گنگا اور نہر آگرہ قابل ذکر ہیں۔

بھارت میں آب پاشی کو ترقی دینے کے لیے مغربی بنگال میں دریائے گنگا پر فرخا کے مقام پر ایک بڑا بند تعمیر کیا گیا ہے۔ جس سے نہریں نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جنوبی بھارت میں دریائے کاویری' دریائے کرشنا اور دریائے گوداوری پر بھی بند باندھ کر نہریں نکالی گئی ہیں۔ نہروں کے علاوہ ٹیوب ویلوں' کنوؤں اور تالابوں کے ذریعے بھی آب پاشی کی جاتی ہے۔

بنگلہ دیش کا نظامِ آبپاشی

بنگلہ دیش دریاؤں کی سرزمین ہے۔ مون سون ہواؤں کی وجہ سے یہاں بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے پانی کی کمی نہیں ہے۔ بنگلہ دیش کے شمالی مغربی حصے میں آبپاشی کی ضرورت ہے۔ اس علاقے میں نہروں سے پمپ کے ذریعے پانی نکال کر کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ باقی تمام حصوں میں پانی کی کمی کا مسئلہ نہیں ہے۔

بنگلہ دیش میں موسم برسات میں سیلاب کی روک تھام اور بارش کا پانی نکالنے کا مسئلہ ہے اس کے حل کے لیے مختلف منصوبے بنائے گئے۔ ان میں گنگا کو باڈک، تیستا بیراج اور کرنافلی جیسے اہم منصوبے شامل ہیں۔ گنگا کوباڈک سب سے بڑا منصوبہ ہے۔ اس منصوبے کے تحت پمپوں کے ذریعے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے ایسے پمپ بھی لگائے گئے ہیں جو کھیتوں سے فالتو پانی نکال کر دریاؤں میں پھینکتے ہیں۔

سری لنکا کا نظامِ آبپاشی

سری لنکا میں سب سے بڑا آبپاشی کا ذریعہ بارش ہے۔ اس کے علاوہ پہاڑی علاقوں سے آنے والے دریاؤں کے پانی کو بند باندھ کر روک لیا گیا ہے اسے تالابوں میں جمع کر کے زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ مختلف مقامات پر ٹیوب ویلوں اور کنوؤں سے بھی آبپاشی کی جاتی ہے۔

نیپال کا نظامِ آبپاشی

نیپال کا زیادہ تر علاقہ پہاڑی ہے۔ یہاں خاصی بارش ہوتی ہے۔ دریاؤں کا پانی ڈھلان کی وجہ سے تیزی سے بہتا ہے اس لیے دریاؤں کے پانی سے آبپاشی مشکل ہے۔ نیپال میں بہت سی جھیلیں ہیں جن کا پانی کھیتی باڑی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

بھوٹان کا نظامِ آبپاشی

بھوٹان کا زیادہ تر علاقہ پہاڑی ہے اور ڈھلان ہونے کی وجہ سے دریاؤں کا پانی تیزی سے بہتا ہے اور آبپاشی مشکل ہے۔ وادیوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں بہنے والے ندی نالوں کے پانی سے کاشت ہوتی ہے۔ حکومت بھوٹان نے آبپاشی کی چھوٹی چھوٹی اسکیمیں بنائی ہیں، جن سے آبپاشی اور پینے کے لیے پانی حاصل کیا جاتا ہے۔

مالدیپ کا نظامِ آبپاشی

مالدیپ، چھوٹے چھوٹے پہاڑی جزیروں پر مشتمل ہے یہاں چھوٹے دریا اور ندی نالے ہیں جو ڈھلوان ہونے کی وجہ سے تیزی سے بہتے ہیں۔ ان کے پانی کو روک کر کاشت کاری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

جنوبی ایشیا کی زرعی پیداوار

زراعت کو جنوبی ایشیا کے تمام ملکوں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور 70 فی صد سے زیادہ لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ جنوبی ایشیا کے ملکوں میں مختلف قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے زرعی پیداوار بھی مختلف ہے۔ جنوبی ایشیا کی اہم فصلیں مندرجہ ذیل ہیں۔

چاول

چاول جنوبی ایشیا کی اہم فصل ہے۔ یہ تمام ڈیلٹائی اور ساحلی میدانوں میں اگایا جاتا ہے۔ سندھ اور گنگا کے میدانوں میں بہت چاول پیدا ہوتا ہے۔ چاول کے لیے گرم مرطوب آب و ہوا اور زرخیز زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کے جن علاقوں میں نہروں سے آبپاشی کی جاتی ہے وہاں چاول پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان میں باسمتی قسم کا اعلیٰ چاول پیدا ہوتا ہے۔ اسے دوسرے ملکوں میں فروخت کر کے آمدنی حاصل کی جاتی ہے۔ سندھ اور پنجاب میں چاول زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ گنگا کی وادی کی مشرقی جانب خاص طور پر مغربی بنگال اور بنگلہ دیش میں چاول کی دو فصلیں حاصل کی جارہی ہیں۔ نیپال اور بھوٹان میں سیڑھی دار کھیتوں میں چاول پیدا کیا جاتا ہے۔

گندم

جنوبی ایشیا کے خشک علاقوں کی اہم غذائی پیداوار گندم ہے۔ اسے کاشت کرتے وقت سرد آب و ہوا اور بارش مگر پکتے وقت گرم خشک آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی پیداوار کے لیے دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی بہت مفید ہے۔ پنجاب اور سندھ کے نہری علاقے گندم کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں۔ سرحد کے میدانی اور بلوچستان کے کچھ علاقوں میں

بھی گندم کی کاشت کی جاتی ہے۔ آبپاشی کے لیے ٹیوب ویل کا پانی بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بھارت میں مشرقی پنجاب، ہریانہ اور اتر پردیش کے تمام علاقوں میں گندم پیدا کی جاتی ہے۔
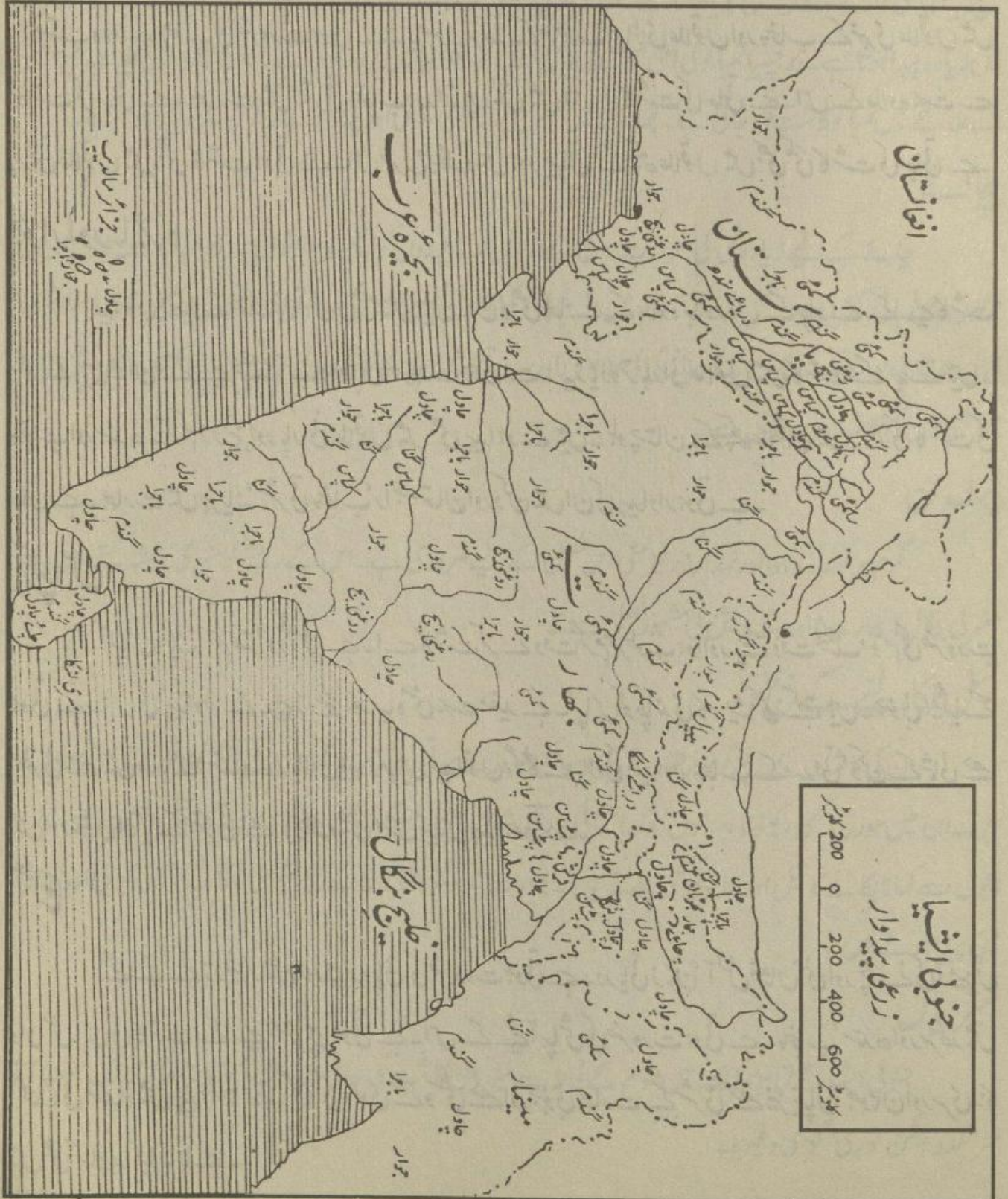
مکئی

یہ ایک غذائی فصل ہے اسے جانوروں کے چارے کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے لیے زیادہ پانی، گرم آب وہوا اور دھوپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ صوبہ سرحد کے مرطوب پہاڑی علاقوں اور پنجاب کے نہری علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ بھارت میں مشرقی پنجاب اور اتر پردیش میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے بارانی علاقوں میں بھی کاشت ہوتی ہے۔ اس طرح بنگلہ دیش اور نیپال کے کچھ علاقوں میں بھی مکئی کاشت کی جاتی ہے۔

جوار اور باجرہ

یہ جنوبی ایشیا کے خشک علاقوں کی فصلیں ہیں۔ ان کو بھی کھانے کے علاوہ جانوروں کے چارے کے لیے کاشت کرتے ہیں۔ ان کے لیے خشک آب وہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر بارانی علاقوں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ کے کم زرخیز اور بارانی علاقوں میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔ بلوچستان کے کچھ علاقوں میں جوار کی کاشت کی جاتی ہے۔ بھارت میں ہریانہ، مشرقی پنجاب، راجستھان اور دکن میں ان کی پیداوار ہوتی ہے۔

کپاس

کپاس ایک اہم نقد آور فصل ہے۔ اسے کاشت کرتے وقت گرم مرطوب ہوا اور چنتے وقت خشک موسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی پیداوار کے لیے زرخیز اور سیاہ مٹی بہت مفید ہے۔ کپاس کو چاندی کا ریشہ بھی کہتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے مغربی حصے میں دریائے سندھ کے بالائی اور زیریں میدانوں، گنگا کے بالائی میدان، پنجاب کے میدانی، دکن کے شمالی حصے میں اور جنوبی ایشیا کے مشرقی حصے (بنگلہ دیش) میں کپاس پیدا ہوتی ہے۔

گنا

گنے کے لیے زرخیز زمین اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دریائی زمین، آتش فشاں مٹی اور چونے کی آمیزش والی مٹی اس کی کاشت کے لیے بہترین ہوتی ہے۔ اس کے لیے آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پنجاب، سندھ اور سرحد میں گنا کافی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ گنگا کی وادی کے وسطی حصے اور جنوبی بھارت کے مشرقی حصے نیز نیپال، بھوٹان اور سری لنکا میں بھی گنا پیدا کیا جاتا ہے۔

تمباکو

تمباکو کے لیے گرم مرطوب آب وہوا اور زرخیز زمین چاہیے۔اس کی فصل کو وقت پر پانی ملنا ضروری ہے۔اس لیے یہ آبپاشی والے علاقوں میں بویا جاتا ہے۔تمباکو جنوبی ایشیا کے تمام ممالک میں اگایا جاتا ہے۔یہ صوبہ پنجاب اور سرحد میں زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ورجینیا تمباکو کی اعلیٰ قسم ہے جو ضلع اٹک اور صوابی میں پیدا ہوتی ہے۔بلوچستان میں قلات اور پشین کے علاقے میں تمباکو کاشت کی جاتی ہے۔بھارت میں بنگال، بہار، ممبئی، دہلی اور چنائی کے علاقوں میں پیدا ہوتا ہے۔

چائے

چائے کے لیے زیادہ نمی کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے پودوں کو ایسی ڈھلانوں پر اگایا جاتا ہے جہاں ان کی جڑوں میں پانی کھڑا نہ ہونے پائے۔آسام میں برہم پترا کی وادی کی پہاڑی ڈھلانوں، بنگلہ دیش کی پہاڑی ڈھلانوں، شمالی ہند میں دارجیلنگ کے نزدیک ہمالیہ کی ڈھلانوں اور سری لنکا میں چائے کاشت کی جاتی ہے۔پاکستان میں ضلع ہزارہ میں بھی اس کی کاشت کی جارہی ہے۔

پٹ سن

گرم مرطوب وہوا اور نمدار زرخیز مٹی اس فصل کے لیے ضروری ہے۔اس کے ریشے کو سنہری ریشہ کہتے ہیں۔یہ مغربی بنگال (بھارت) اور بنگلہ دیش کی مشہور فصل ہے۔

تیل نکالنے کے بیج

ان کی کاشت کے لیے گرم مرطوب آب وہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ پاکستان کے بیشتر علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ان میں سورج مکھی، کینولا، سرسوں، توریا، رائی اور تل شامل ہیں۔مونگ پھلی اور بنولہ سے بھی تیل نکالتے ہیں۔ان بیجوں سے کھانا پکانے کا تیل اور بناسپتی گھی بناتے ہیں۔بھارت میں تیل نکالنے کے بیج مشرقی پنجاب، بنگال، یوپی اور چنائی میں پیدا ہوتے ہیں۔

سبزیاں

جنوبی ایشیا کے تمام ممالک میں موسم کے لحاظ سے سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں جیسے آلو، پیز، ٹماٹر، پالک، بھنڈی، مٹر، کدو، بینگن، توری، گوبھی وغیرہ۔

پھل

یہ بھی انسان کی اہم غذا ہیں۔ان سے مختلف قسم کے مشروبات' اچار' چٹنیاں' مربے' جام اور بہت سی دوسری اشیاء بنتی ہیں۔پاکستان کے تمام علاقوں میں مختلف قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔صُوبہ پنجاب میں آم' مالٹا' کینو' امرود اور خربُوزے بہت ہوتے ہیں۔صوبہ سندھ میں آم، کھجور اور کیلا، صوبہ سرحد میں امرود اور خشک میوہ' صوبہ بلوچستان میں انگور' انار' سیب' خوبانی' آڑو' چیری اور کھجور مشہور ہیں۔

بھارت کے مشہور پھل' آم' مالٹا' سنگترہ' امرود اور کیلا ہیں۔سری لنکا اور مالدیپ میں حاری پھلوں کے وسیع باغات ہیں۔ناریل کی پیداوار کے لیے تو یہ دنیا بھر میں مشہور ہیں۔بُھوٹان میں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ان میں ناشپاتی' آڑو' خوبانی اور بادام زیادہ مشہور ہیں۔بنگلہ دیش میں کیلا' اناناس اور ناریل کافی پیدا ہوتے ہیں۔نیپال میں انار' سیب' بادام' خوبانی اور آڑو وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

جنوبی ایشیا کی معدنیات

جنوبی ایشیا کے ملکوں میں معدنیات کے وسیع ذخائر موجود ہیں لیکن مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے ان سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔جنوبی ایشیا کی اہم معدنیات یہ ہیں۔

لوہا

لوہا ایک بہت اہم دھات ہے اس سے عمارتی سامان، ریل کی پٹریاں، اسلحہ اور بے شمار اشیاء بنتی ہیں۔ پاکستان میں لوہے کے ذخائر کالا باغ، مالاکنڈ اور ہزارہ میں ملے ہیں۔ لیکن ابھی تک پورے طور پر ان کو نکالا نہیں گیا ہے۔ بھارت میں لوہے کے ذخائر بہار، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور کرناٹک میں دستیاب ہیں۔

کرومائیٹ

یہ ایک خاص قسم کی دھات ہے جو چمڑا رنگنے، فوٹو گرافی، ہوائی جہاز اور دوسری بہت سی صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا میں یہ دھات پاکستان اور بھارت میں کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی کانیں بلوچستان میں مسلم باغ، چاغی اور خاران کے اضلاع میں ہیں۔ اس کے علاوہ وزیرستان، چترال، کوہاٹ اور کوہستان نمک میں بھی پایا جاتا ہے۔ بھارت میں یہ دھات مہاراشٹر، اڑیسہ اور تامل ناڈو میں بکثرت پائی جاتی ہے۔

جپسم

یہ معدنی پتھر بھی سیمنٹ اور کھاد بنانے کے کام آتا ہے۔ جنوبی ایشیا میں یہ دھات پاکستان، بھارت اور بھوٹان میں وافر مقدار میں موجود ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر کوئٹہ، بہاولپور، میانوالی، سانگھڑ اور دادو میں ہیں۔ بھارت میں اس کے ذخائر تامل ناڈو کے علاقوں میں ہیں۔

سنگِ مرمر

یہ مختلف رنگوں کا قیمتی پتھر ہے جو عمارتوں کی تعمیر اور آرائش میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے سجاوٹ کی دوسری چیزیں بھی بنائی جاتی ہیں پاکستان کے صوبہ سرحد کے علاقوں ملاغوری، بونیر، خیبر ایجنسی سے اور اس کے علاوہ بلوچستان میں چاغی اور لسبیلہ سے بھی نکالا جاتا ہے۔ بھارت میں سنگِ مرمر راجستھان سے نکالا جاتا ہے۔

تانبا

یہ دھات برتن، بجلی کے تار اور سکے بنانے کے کام آتی ہے۔ پاکستان میں ضلع چاغی میں سینڈک کے مقام پر تانبے کے وسیع ذخائر ملے ہیں۔ اس کو نکالنے اور تجارتی بنیادوں پر استعمال کرنے کے لیے کام جاری ہے۔ یہ ضلع ہزارہ اور چترال

میں بھی پایا جاتا ہے۔ بھارت میں تانبا بہار اور اتر پردیش کے بعض علاقوں میں دستیاب ہے۔

نمک

نمک کا زیادہ تر استعمال کھانے میں ہوتا ہے اس سے سوڈا کاسٹک بنایا جاتا ہے اور چمڑا بھی رنگا جاتا ہے۔ پاکستان میں معدنی نمک کی پیداوار ساری دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔ اس کی سب سے بڑی کان کھیوڑہ میں ہے۔ تھر، کوہاٹ اور کالاباغ سے بھی نکالا جاتا ہے۔ کراچی میں سمندر کے پانی کو خشک کر کے بھی نمک حاصل کرتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے باقی تمام ممالک سمندری نمک استعمال کرتے ہیں۔

ابرق

یہ دھات، وائرلیس، ٹیلیگراف اور تھرمل بجلی گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں ہزارہ اور چترال میں اس کے ذخائر موجود ہیں۔ بھارت میں اس کے ذخائر بہار، اندھرا پردیش، راجستھان، اجمیر اور بیکانیر میں ہیں۔

مینگنیز

یہ فولاد سازی میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں یہ دھات ہزارہ کے علاقوں میں اور بھارت میں اڑیسہ، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش میں وافر مقدار میں ملتی ہے۔

کوئلہ

کوئلہ جلانے کے کام آتا ہے۔ کوئلہ ڈنڈوت، مکڑوال، جھمپیر، دادو، شاہرگ، ہرنائی، اور ڈگاری کے مقامات سے نکالا جاتا ہے۔ سندھ میں تھر کے مقام پر کوئلے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

بھارت میں اچھے قسم کا کوئلہ ملتا ہے۔ بھارت میں کوئلے کی مشہور کانیں جھریار (بہار) اور رانی گنج (مغربی بنگال) میں ہیں۔ بنگلا دیش میں بوگرہ میں عمدہ کوئلے کے کچھ بڑے ذخائر معلوم ہوئے ہیں۔ کچے کوئلے کے بہت بڑے ذخائر کئی ضلعوں خاص طور پر سلہٹ، کھلنا اور فرید پور میں ہیں۔

معدنی تیل

اس کو سیال (بہنے والا) سونا بھی کہتے ہیں۔ آج کے دور میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ اسے توانائی، حرارت اور

روشنی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ کھوڑ' ڈھلیاں' جویا میر' توت' کوٹ سارنگ' ڈھوڈک' میال' گھوٹکی' دادو' بدین' حیدر آباد اور سانگھڑ کے مقامات سے نکالا جاتا ہے۔ معدنی تیل کی پیداوار ہماری ضروریات سے کم ہے۔ اس لیے دوسرے ملکوں سے منگوایا جاتا ہے۔ معدنی تیل نکالنے کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں آزمائشی کنوئیں کھودے جا رہے ہیں۔ بہت سے مقامات سے یہ تیل نکل آیا ہے۔ بھارت میں یہ صوبہ آسام اور دوسرے بہت سے مقامات سے نکالا جا رہا ہے۔

قدرتی گیس

یہ زیادہ تر کارخانوں' فیکٹریوں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ اسی طرح کیمیائی اشیاء' مصنوعی ریشم اور ادویات وغیرہ کی تیاری میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں قدرتی گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ 1952ء میں بلوچستان میں سوئی کے مقام پر اس کا ایک بڑا ذخیرہ دریافت ہوا تھا جس کو پائپوں کے ذریعے ملک کے مختلف حصوں میں پہنچایا گیا۔ بلوچستان میں پیرکوہ اور پنجاب میں ڈیرہ غازی خان اور سندھ میں گھوٹکی، بدین، دادو، خیرپور اور سانگھڑ کے مقام پر قدرتی گیس کے نئے ذخیرے دریافت ہوئے ہیں۔ بھارت میں آسام اور ریاست گجرات کے مقام بڑودہ میں قدرتی گیس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ بنگلا دیش میں بھی بہت سے مقامات پر گیس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

تجارت

دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں تجارت نہ ہوتی ہو۔ آج کل کوئی ملک دوسرے ملکوں سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک تجارتی اصول ہے کہ ملک کے جس علاقے میں کسی چیز کی بہتات ہو تو اس چیز کو کمی والے علاقے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اسے برآمد کہتے ہیں جو چیز دوسرے ملکوں سے منگوائی جائے اسے درآمد کہتے ہیں۔

دنیا کے ممالک آپس میں خشکی اور سمندر کے راستے تجارت کرتے ہیں۔ اب تو جلدی خراب ہونے والی یا ہلکی چیزوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعے بھی برآمد اور درآمد کیا جاتا ہے۔ ملک کے ایک حصے کی دوسرے حصے کے ساتھ تجارت کو اندرونی تجارت کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ایک ملک کی دوسرے ملک کے ساتھ تجارت کو بیرونی تجارت کہتے ہیں۔

برآمدات

پاکستان ایک زرعی ملک ہے' اس لیے یہاں سے زیادہ تر ایسی چیزیں برآمد کی جاتی ہیں جن کا انحصار زرعی پیداوار پر ہو۔ پاکستان کی برآمدات میں کپاس' سوتی کپڑا' سوتی دھاگہ' چاول' تیل نکالنے کے بیج' تمباکو' سگریٹ' نمک' اون' کھالیں' قالین' نمدے' کھیلوں کا سامان' چمڑہ' چمڑے کی مصنوعات اور آلات جراحی وغیرہ شامل ہیں۔ان کے علاوہ مچھلی' سبزیاں' پھل خشک میوہ جات اور مشروبات وغیرہ بھی برآمد کیے جاتے ہیں۔

بھارت سے پٹ سن' کپاس' سوتی کپڑا' مینگنیز' ابرق' تیل نکالنے کے بیج' کھالیں' مونگ پھلی' تیل' چائے' مصالحہ جات اور کوئلہ برآمد کیا جاتا ہے۔ نیپال عمدہ قسم کی لکڑی' جڑی بوٹیاں اور قالین برآمد کرتا ہے۔ بنگلہ دیش کی برآمدات میں سب سے اول نمبر پٹ سن کا ہے۔اس کے علاوہ یہاں سے چائے' مچھلی' دیاسلائی اور کاغذ برآمد کیا جاتا ہے۔

درآمدات

اپنی صنعتوں کو ترقی دینے اور ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کو مختلف قسم کی جدید مشینری' موٹر گاڑیاں بجلی کا سامان' کوئلہ' خوردنی اور معدنی تیل' خشک دودھ' چائے، دوائیں' اعلیٰ کاغذ اور دفاعی افواج کے لیے جدید ہتھیار اور سازوسامان درآمد کرنا پڑتا ہے۔ بھارت کی درآمدات میں معدنی تیل' چاول' نمک' ادویات' جدید مشینری' لوہے اور فولاد کا سامان' شیشے کا سامان' گندم' اون اور کاغذ وغیرہ شامل ہیں۔

نیپال معدنی تیل' کاغذ' ادویات اور مشینری درآمد کرتا ہے۔ بنگلہ دیش کی درآمدات میں چاول' مشینری' لوہے اور فولاد کا سامان' بجلی کا سامان' چینی' شیشے کے برتن' موٹر گاڑیاں' سیمنٹ' معدنی تیل' کپاس اور ربڑ کی مصنوعات شامل ہیں۔

جنوبی ایشیا کے ممالک کی تجارت دنیا کے مختلف ملکوں سے بھی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ جنوبی ایشیا کے ممالک آپس میں بھی تجارت کرتے ہیں۔ بھارت پاکستان سے کپاس درآمد کرتا ہے اور پاکستان کو لوہے کی بنی ہوئی اشیاء برآمد کرتا ہے۔ بنگلہ دیش سے پاکستان کے بہتر تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ نیپال اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اشیاء زیادہ تر بھارت اور پاکستان سے منگواتا ہے۔بھوٹان اپنی زیادہ تر تجارت بھارت ہی سے کرتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دیجیے۔

1- کسی علاقے کی نباتات کا انحصار کن کن باتوں پر ہے؟

2- جنوبی ایشیا میں سدابہار لکڑی کے جنگلات کن علاقوں میں پائے جاتے ہیں؟

3- جنگلات کے خاص خاص فوائد بیان کریں۔

4- پاکستان میں آبپاشی کے کون کون سے ذریعے ہیں؟ ان کی تفصیل بیان کریں؟

5- جنوبی ایشیا کی پانچ مشہور زرعی پیداوار کا ذکر کریں اور بتائیں کہ یہ کن ملکوں میں پیدا ہوتی ہیں؟

6- ملکی ترقی میں معدنیات کی اہمیت بیان کریں۔

(ب) خالی جگہ پُر کریں۔

(i) پاکستان قدرتی گیس کے بڑے ذخائر .... کے مقام پر ہیں۔

(ii) بھارت میں گنگا ندی پر ..... بند تعمیر کیا گیا ہے۔

(iii) نیپال کا زیادہ تر علاقہ .... ہے۔

(iv) سری لنکا کا آبپاشی کا اہم ذریعہ .... ہے۔

(v) پاکستان میں کوئلے کے بڑے ذخائر .... کے مقام پر ہیں۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں کے سامنے صحیح معلومات کی نشاندہی کریں۔

(i) مالدیپ کی اہم پیداوار	معدنی نمک
(ii) چاندی کا ریشہ	وارسک ڈیم
(iii) تربیلا ڈیم	کپاس
(iv) کھیوڑہ	دریائے سندھ
(v) دریا کا پل	پٹ سن
(vi) سنہری ریشہ	ناریل

سرگرمیاں

1-اپنے علاقے میں پائے جانے والے درختوں کے پتے جمع کر کے اپنی کاپیوں میں چسپاں کریں اوران کے نیچے متعلقہ درختوں کے نام لکھیے۔

2-دریا کا ماڈل بنا کر اُس پر بیراج بنائیں اوراس سے نہریں نکلتی ہوئی دکھائیں۔

3-اپنے علاقے میں آبپاشی کے ذرائع پر بحث مباحثہ کریں۔

4-اپنے علاقے میں پیدا ہونے والی فصلوں کے نمونے حاصل کریں اوران کی فہرست بنائیں۔

5-اپنے علاقے میں کسی کاشت کار کے ساتھ اس کے کھیت میں جائیں اور وہاں کسی فصل کے بارے میں تفصیل معلوم کریں۔ مثلاً فصل کس طرح کاشت ہوتی ہے۔ کس موسم میں کاشت کی جاتی ہے؟ کتنے وقفے کے بعد سیراب کیا جاتا ہے؟ فصل کب پکتی ہے؟ کب کاشت ہوتی ہے؟ وغیرہ۔

6- مختلف معدنیات کے جو نمونے آپ کو آسانی سے مل سکیں، اکٹھے کیجیے۔

7- اپنے گھر میں استعمال ہونے والے برتنوں اور دوسری اشیاء کو غور سے دیکھیں اور معلوم کریں کہ یہ کون سی معدنیات سے بنی ہیں۔

اضافی سرگرمی

1-جنوبی ایشیا کے خاکے میں مختلف مقامات پر ملنے والی اہم معدنیات کے نام کے پہلے حروف لکھیں۔ مثلاً جہاں کوئلہ ملتا ہے۔ وہاں "ک" لکھیں۔ جہاں تیل ملتا ہے وہاں "ت" اور جہاں لوہا ملتا ہے وہاں "ہ" لکھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

پانچواں باب

جنوبی ایشیا کی آبادی

جنوبی ایشیا کا شمار دنیا کے کثیر آبادی والے علاقوں میں ہوتا ہے، لیکن محدود وسائل کے پیش نظر یہاں کی آبادی میں تیز رفتار اضافہ تشویشناک ہے۔اس سے ہماری صحت، رہائش، تعلیم کی سہولتیں، پانی اور غذائی صورت حال کو تسلی بخش بنانے میں کافی مشکلات پیش آئیں گی۔ کسی ملک کے وسائل اور آبادی میں جب تک ایک خاص توازن قائم رہتا ہے تو اس کی افرادی قوت اس کا بہترین سرمایہ ہوتی ہے، لیکن جب آبادی وسائل کے مقابلے میں حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پھر یہی افراد مسائل کا سبب بنتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ذرائع نقل وحمل، زراعت کے لیے
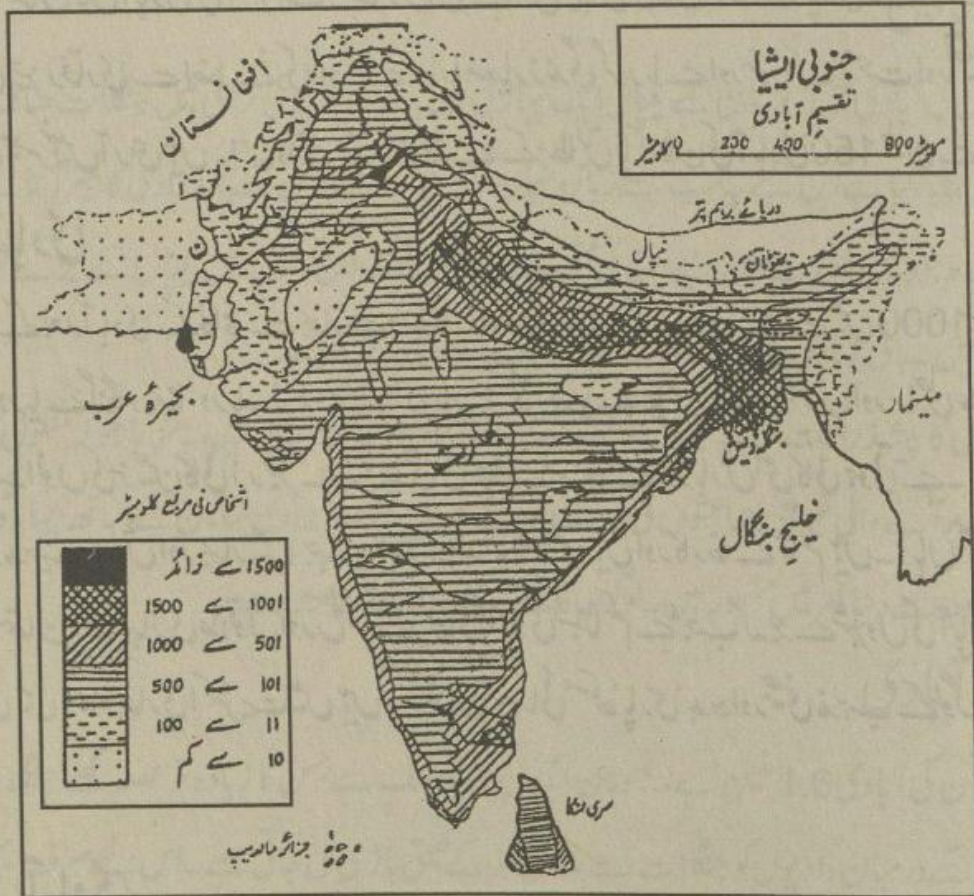
کیمیائی کھادوں اور دواؤں کا استعمال، کان کنی اور صنعت وحرفت کو فروغ دینے کے لیے کوئلہ، پٹرولیم اور گیس کا بے دریغ استعمال ایک طرف تو وسائل کی کمی کا احساس دلا رہا ہے تو دوسری طرف ان سے زہریلا مواد اور گیسیں خارج ہوتی ہیں جو کہ ہمارے لیے مُضر ہیں بلکہ دوسرے جانداروں، پودوں اور یہاں تک کے بے جان اشیاء کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

پاکستان کی آبادی

1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 132.352 ملین تھی۔ کراچی پاکستان کا گنجان آباد علاقہ ہے۔ کراچی میں بہت سے کارخانے اور دیگر تجارتی سہولتیں موجود ہیں اس لیے یہاں روزگار حاصل کرنے کے بہتر مواقع حاصل ہیں۔ پاکستان کا نہری علاقہ بھی زیادہ گنجان آباد ہے۔ چونکہ یہاں زمین زرخیز اور آبپاشی کی سہولتیں مہیا ہیں اس لیے ضروریات زندگی آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ گنجان آباد علاقوں میں لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، پشاور اور مردان شامل ہیں۔ پاکستان کے کم آباد علاقوں میں شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقہ اور تھر کا ریگستانی حصہ شامل ہے۔ صوبہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ہے۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عام پیشہ زراعت ہے اس لیے آبادی کا زیادہ تر حصہ دیہات میں آباد ہے۔ پاکستان میں آبادی کی اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن یہاں عیسائی، ہندو اور پارسی مذہب کے لوگ بھی آباد ہیں۔ آبادی میں تیز رفتاری سے اضافے کی وجہ سے ہمارا معیار زندگی گر رہا ہے اور خوراک، صحت اور تعلیم جیسی بنیادی سہولتیں بھی ہمیں میسر نہیں آ رہی ہیں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی آبادی 150 ملین ہے۔

بھارت کی آبادی

چین کے بعد آبادی کے لحاظ سے بھارت دنیا کا دوسرا بڑا گنجان ملک ہے۔ بھارت میں 1000 ملین سے زیادہ لوگ آباد ہیں۔ دریائے گنگا و جمنا، دریائے برہم پترا، دریائے ستلج، دریائے بیاس کے میدانوں اور ساحلی علاقوں کی آبادی گنجان ہے ان میدانوں کی زمین کافی زرخیز ہے۔ آبپاشی کی سہولت موجود ہے اور بارش بھی کافی ہوتی ہے۔

صوبہ مدھیہ پردیش اور بہار میں جہاں جہاں معدنیات ملتی ہیں اور کارخانے قائم ہیں۔ وہاں بھی آبادی گنجان ہے۔ صوبہ راجستھان کے پہاڑی علاقوں اور سطح مرتفع دکن کی آبادی نسبتاً کم ہے، جب کہ بڑے شہروں کی آبادی گنجان ہے۔ بھارت کی آبادی میں ہندو بھاری اکثریت میں ہیں۔ مسلمان، عیسائی، سکھ، پارسی، بدھ اور جینی مذہب کے لوگ بھی کافی تعداد میں آباد ہیں۔

بنگلہ دیش کی آبادی

بنگلہ دیش کی آبادی 125 ملین ہے۔ چٹاگانگ کے پہاڑی اور سُندربن کے جنگلات والے علاقوں کے علاوہ باقی ملک میں ہر جگہ آبادی بہت گنجان ہے۔ بنگلہ دیش کے میدانی علاقے زرخیز ہیں۔ آبپاشی بارش سے ہوتی ہے۔ لوگوں

کے اہم پیشے زراعت، صنعت کاری، تجارت اور ملازمت وغیرہ ہیں۔ دریا زیادہ ہیں اس لیے ماہی گیری وہاں کا خاص پیشہ ہے۔ لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ ہندو اور بدھ مذہب کے لوگ بھی بستے ہیں۔

سری لنکا کی آبادی

سری لنکا ایک بہت گنجان آباد جزیرہ ہے۔ اس کی کل آبادی 18.9 ملین ہے جس میں عیسائی، ہندو اور مسلمان وغیرہ شامل ہیں۔ سری لنکا میں خواندگی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ زیادہ تر لوگوں کا پیشہ زراعت، ماہی گیری اور کان کنی ہے۔ شہروں میں بسنے والے لوگ ملازمت یا تجارت پیشہ ہیں۔ سری لنکا کا دارالحکومت کولمبو ہے۔ یہاں ایک بین الاقوامی ہوائی اڈا اور بندرگاہ بھی ہے۔

نیپال کی آبادی

نیپال کی آبادی 23.7 ملین ہے نیپال ایک پہاڑی ملک ہے۔ ہمالیہ کی ترائی میں جنگلات صاف کر کے زراعت کے قابل علاقہ بنایا گیا ہے اِس لیے یہ سب سے زیادہ گنجان آباد علاقہ ہے۔ اس کے بعد وادی کا نمبر آتا ہے۔ یہ وادی ایک پرانی جھیل سے وجود میں آئی ہے اس لیے اس کی مٹی بہت زرخیز ہے۔ اس وادی میں نیپال کے بڑے شہر کھٹمنڈو، پٹن اور بھٹگاؤں آباد ہیں۔ باقی آبادی چھوٹے چھوٹے پہاڑی دیہات میں رہتی ہے۔

لوگوں کا پیشہ زراعت ہے۔ یہاں کے گورکھا بہت جنگجو اور بہادر سپاہی ہیں۔ شرپا جو کہ منگول نسل سے ہیں کوہ پیمائی کی مہمات پر آنے والی غیر ملکی جماعتوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھاری سامان کے ساتھ پہاڑوں پر آسانی سے چلنے پھرنے کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ لوگوں کا مذہب ہندو اور بدھ مت ہے۔

بھوٹان کی آبادی

بھوٹان کی آبادی 1.6 ملین ہے۔ بھوٹان ایک پہاڑی ملک ہے جس کا زیادہ تر حصہ گھنے جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان وادیوں کو جنگلات سے صاف کر کے کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔ اس لیے صرف یہی وادیاں گنجان آباد ہیں۔ لوگوں کا پیشہ زراعت اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ بھوٹان کی آبادی منگول نسل سے تعلق رکھتی ہے اور ان میں سے اکثر بدھ مذہب کے پیروکار ہیں۔ ایک چوتھائی لوگ ہندو ہیں۔

جزائر مالدیپ کی آبادی

جنوبی ایشیا میں آبادی اور رقبے کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ملک ہے۔ بحرِ ہند میں واقع یہ ملک ایک ہزار سے زیادہ چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں اکثر غیر آباد ہیں۔ یہاں کی آبادی تقریباً 0.3 ملین ہے۔ زیادہ تر لوگ زراعت پیشہ یا ماہی گیر ہیں۔ مالدیپ کے دارالحکومت کا نام مالے ہے۔ یہاں کی ساری آبادی مسلمان ہے۔

جنوبی ایشیا کے لوگوں کے پیشے درجہ ذیل ہیں۔

کاشتکاری

جنوبی ایشیا میں ہزاروں سالوں سے کھیتی باڑی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اس کے دریاؤں کے میدان ہموار، زرخیز اور مختلف اقسام کی فصلیں اُگانے کے لیے بہت موزوں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس علاقے کی زیادہ تر آبادی ان میدانوں میں آباد ہے اور ان کا پیشہ زراعت ہے۔ نیپال اور بھوٹان پہاڑی ممالک ہیں اور ان کا اکثر حصہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ تاہم مناسب جگہوں کو جنگلات وغیرہ سے صاف کر کے کھیتی باڑی کے قابل بنایا جاتا ہے اور لوگوں کا سب سے بڑا پیشہ زراعت ہی ہے۔

دستکاری

کچھ لوگ دیہات اور شہروں میں اپنے اپنے طور پر مختلف پیشے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ان میں لوہار، ترکھان، معمار، موچی، کمہار اور جولاہے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ دستکار کہلاتے ہیں۔ ان میں اکثر دستکار اپنے کام میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ وہ برسوں سے یہی کام کر رہے ہیں۔ اکثر کاریگر جس پیشے سے روزی کما رہے ہیں وہ آباواجداد سے ان کے خاندان میں چلا آیا ہے۔

جنوبی ایشیا کے ممالک میں دستکار بھی موجود ہیں اور بعض مقامات کے دستکار اپنی مخصوص دستکاریوں کے لیے بہت مشہور ہیں۔

مویشی پالنا

جنوبی ایشیا کے ممالک میں ایسے حصے بھی ہیں جو خشک ہیں۔ بارش کی کمی ہے اور کھیتی باڑی نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ آبپاشی کا کوئی اچھا انتظام بھی نہیں، اس لیے ان علاقوں کے لوگ مویشی پالتے ہیں۔ بلوچستان کی سطح مُرتفع میں بڑی وسیع چراگاہیں ہیں جو شمال مشرق کی طرف پھیلتی ہوئی شمال مغربی سرحدی علاقے اور ہمالیہ کے کوہستانوں تک جا پہنچتی ہیں۔ اس علاقے کے لوگ خیموں میں زندگی گزارتے ہیں اور اکثر بھیڑ بکریاں اور اونٹوں کے گلے لے کر نئی چراگاہوں کی تلاش میں پھرتے نظر آتے ہیں۔

کان کنی

پاکستان میں پوٹھوہار اور بلوچستان کے علاقوں میں کانیں ہیں جہاں لوہا، کوئلہ اور دوسری دھاتیں نکالی جاتی ہیں۔ بھارت میں بہار اور بنگال میں کوئلے اور لوہے کی کانیں ہیں۔ ان کانوں میں کام کرنے والے لوگ کان کن کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ زمین کے اندر جا کر کانوں میں کام کرتے ہیں۔

ماہی گیری

جو لوگ سمندر اور دریاؤں سے مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرتے ہیں، ماہی گیر کہلاتے ہیں۔ پاکستان میں سندھ اور مکران کے ساحل کے ساتھ ماہی گیروں کے بہت سے خاندان آباد ہیں جو سمندر میں کشتیاں لے جا کر مچھلیاں اور جھینگے پکڑتے ہیں اور انہیں فروخت کر کے اپنی روزی کماتے ہیں۔ سندھ کی جھیلوں سے بھی مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ بنگلہ دیش میں بے شمار دریا، ندیاں، نالے اور تالاب ہیں جن میں مچھلیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اس کو دریاؤں کی روپہلی فصل کہتے ہیں۔

بھارت کے مشرقی اور مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ ماہی گیر سمندر سے مچھلیاں پکڑتے ہیں۔

محنت مزدوری

جنوبی ایشیا کے ممالک صنعتی طور پر ترقی کر رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں کارخانے اور فیکٹریاں قائم ہیں۔ بعض کارخانوں میں دن رات کام ہوتا ہے ان کارخانوں اور فیکٹریوں میں بہت زیادہ تعداد میں مزدور اور کاریگر مشینوں پر کام کرتے ہیں۔

تجارت

جنوبی ایشیا کی آبادی کا ایک حصہ سامان کا لین دین کرتا ہے۔ یہ طبقہ تاجر کہلاتا ہے۔ کھیتوں کی پیداوار ہو، کارخانوں کی مصنوعات، کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزیں یا روزمرہ استعمال کی دوسری چیزیں، سب بازار میں دکاندار یا تاجر سے خریدی جاتی ہیں۔

صنعت کاری

ملک کی صنعتی ترقی کے لیے کارخانے لگانا اور چلانا بھی ایک بڑا پیشہ ہے۔ آج کل جنوبی ایشیا میں صنعتی ترقی زوروں پر ہے۔ پاکستان میں صنعت کاری ایک اہم پیشہ ہے۔

دوسرے پیشہ ور

اُوپر بیان کیے گئے پیشوں کے علاوہ کافی تعداد میں اور بھی لوگ ہیں جو دوسرے پیشے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ شہروں میں کافی تعداد میں لوگ ملازمت کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک اہم پیشہ ہے۔ ملازمت پیشہ افراد میں مختلف اداروں میں کام کرنے والے افراد مثلاً پولیس والے، فوجی، ڈاکٹر، نرس، بینک میں کام کرنے والے وغیرہ شامل ہیں۔

جنوبی ایشیا کے ممالک کے بچے

انسانیت کے کل کا انحصار آج کے بچوں پر ہے۔ بچے کہیں کے بھی ہوں ایک سی فطرت لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ خاندان، ماحول، آب وہوا، قومی روایات اور تعلیم وتربیت کے زیراثر وہ خاص سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ زبان، لباس، غذا، عادات واطوار بچے کو اپنے گھر، ماحول اور معاشرے سے ورثے میں ملتی ہیں۔

پاکستانی بچے

پاکستان کے مختلف علاقوں کے بچے آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں۔ یہ تمام بچے قومی زبان اُردو جانتے ہیں اور اسے لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ پاکستانی بچے زیادہ تر دیہات میں رہتے ہیں اور عام طور پر شلوار قمیص پہنتے ہیں۔ لڑکیاں سر پر دوپٹہ یا چادر اوڑھتی ہیں۔ یہ بچے بڑے محنتی ہوتے ہیں۔ اسکول کے کام سے فارغ ہوکر کھیتی باڑی اور گھر کے کام کاج میں

والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔گندم کی روٹی، گوشت، سبزی اور دال کے علاوہ دودھ، دہی، مکھن اور لسی ان کی مرغوب غذا ہیں۔کبڈی، کشتی اور گلی ڈنڈا ان کے پسندیدہ کھیل ہیں۔اسکول کے بچے فٹ بال، والی بال، ہاکی اور کرکٹ بھی شوق سے کھیلتے ہیں۔

بھارت کے بچے

بھارت اور پاکستان کے اکثر علاقوں کی آب وہوا ایک جیسی ہے اس لیے دونوں ملکوں کے بچوں کا لباس ملتا جلتا ہے۔بھارت میں مسلمان بچے عام طور پر شلوار، قمیص یا کرتا یا پاجامہ پہنتے ہیں۔ہندو بچے دھوتی باندھتے ہیں۔لڑکیاں لہنگا کرتا اور اوڑھنی استعمال کرتی ہیں۔چاول اور گندم عام غذا ہے۔شمالی بھارت کے بچے روٹی اور جنوبی بھارت اور بھارتی بنگال کے بچے چاول کے شوقین ہیں۔مسلمان بچوں کی مرغوب غذا گوشت ہے جبکہ ہندو بچے سبزی کھاتے ہیں۔بھارت کے بچے کبڈی، گلی ڈنڈا، ہاکی، کرکٹ اور فٹ بال کھیلنا پسند کرتے ہیں۔

بنگلہ دیش کے بچے

بنگلہ دیش دریاؤں اور جھیلوں کی سرزمین ہے۔بارش کے موسم میں ہر طرف پانی ہی پانی ہوتا ہے۔بنگلہ دیشی بچے بہت جلد کشتی چلانا سیکھ جاتے ہیں۔یہ بچے کرتا پاجامہ پہنتے ہیں یا دھوتی باندھتے ہیں۔چاول اور مچھلی ان کی مرغوب غذا ہے۔تیرنا اور مچھلیاں پکڑنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔فٹ بال، ہاکی اور کرکٹ کھیلنا بھی انھیں پسند ہے۔

سری لنکا کے بچے

سری لنکا بحر ہند میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔یہاں گرمی اور سردی میں بارش ہوتی ہے۔یہاں کے بچے ہلکا پھلکا لباس پہنتے ہیں۔لڑکے زیادہ تر چھوٹا سا کرتہ اور دھوتی باندھتے ہیں۔لڑکیاں ساڑھی باندھتی ہیں۔سری لنکا کے بچوں کا قد چھوٹا ہوتا ہے۔ان کی آنکھیں موٹی موٹی اور رنگت سانولی ہوتی ہے۔چاول اور مچھلی بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔مچھلیاں پکڑنا اور تیراکی ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔شہروں کے بچے عام طور پر مغربی لباس پہنتے ہیں۔

جزائر مالدیپ کے بچے

جزائر مالدیپ اسلامی ملک ہے۔اس ملک میں چھوٹے بڑے جزیرے ہیں۔اس لیے بچپن ہی سے بچے تیرنا اور کشتی چلانا سیکھ لیتے ہیں۔یہاں گرمیوں کے علاوہ سردیوں میں بھی بارش ہوتی ہے۔گرمیوں میں بچے ہلکا پھلکا

لباس پہنتے ہیں۔ پتنگ اڑانا یہاں کے بچوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ مالدیپ کے بچوں کا مذہب اسلام ہے اوران کی قومی زبان دھیوی ہے۔

نیپالی اور بھوٹانی بچے

نیپالی اور بھوٹانی بچے گرمیوں میں ہلکا پھلکا لباس پہنتے ہیں مگر سردیوں میں موٹا اور گرم لباس استعمال کرتے ہیں۔ کرتا پاجامہ ان کا لباس ہے۔ روٹی، چاول اور دال ساگ کھاتے ہیں۔ یہ بچے محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں۔ اسکول کے بعد گھر کے کام کاج میں والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

جنوبی ایشیا کے ممالک کے پرچم

ہر ملک کا پرچم اس کا قومی نشان ہوتا ہے۔ پرچم سے کسی ملک کی خصوصیات کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر ملک کے باشندے اپنے قومی پرچم کی عزت کرتے ہیں اور اسے سر بلند رکھنا فرض سمجھتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے ممالک کے اپنے اپنے پرچم ہیں۔

پاکستانی پرچم

پاکستانی پرچم کا ایک چوتھائی حصہ سفید اور باقی سبز ہے۔ سبز حصے میں چاند بنا ہوا ہے۔ پرچم میں سبز رنگ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آبادی کی اکثریت مسلمان ہے۔ سفید رنگ کا مطلب یہ ہے کہ یہاں غیر مسلم اقلیتیں بھی آباد ہیں۔ سفید رنگ امن وسلامتی کا مظہر بھی ہے۔ جھنڈے پر چاند تارا بلندی اور روشن مستقبل کی علامت ہے۔

بھارتی پرچم

بھارت کے پرچم میں تین رنگ ہیں۔ سب سے اوپر نارنجی پٹی، درمیان میں سفید پٹی اور نیچے سبز رنگ کی پٹی ہے۔ پرچم کے درمیان ایک گول نشان بنا ہوا ہے جسے اشوک چکر کہتے ہیں۔ نارنجی رنگ ہندوؤں کا روائتی نشان ہے۔

بنگلہ دیش کا پرچم

بنگلہ دیش کا پرچم سبز رنگ کا ہے۔ پرچم کے بیچ میں سرخ رنگ کا گول نشان ہے۔ جو افق پر کھلتے سورج کو ظاہر کرتا
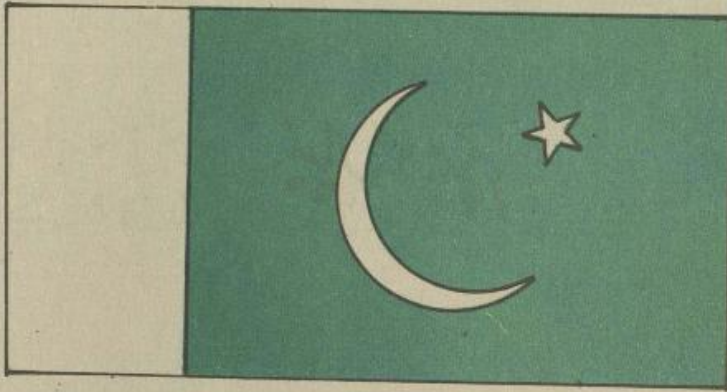
پاکستان کا پرچم

بھارت کا پرچم
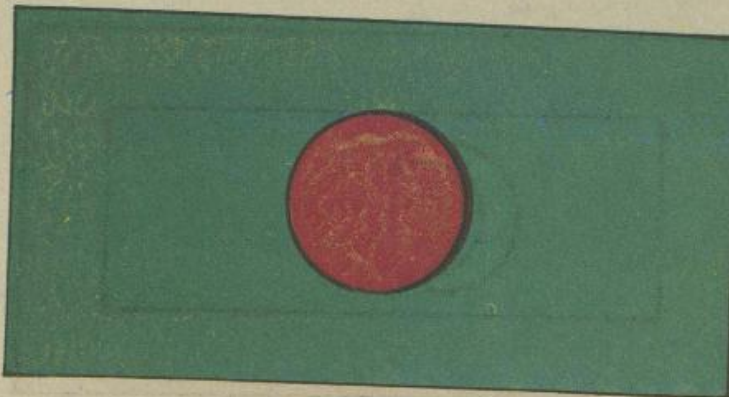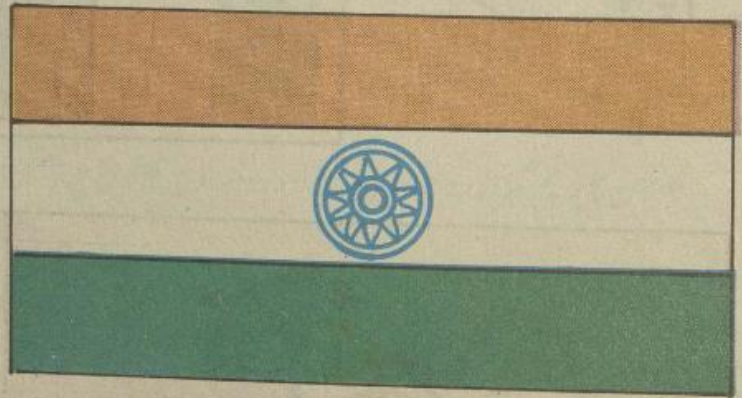
بنگلہ دیش کا پرچم

نیپال کا پرچم

سری لنکا کا پرچم

بھوٹان کا پرچم

جزائر مالدیپ کا پرچم

ہے۔سبز رنگ کا مطلب ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

نیپالی پرچم

نیپالی پرچم دو تکونی جھنڈیوں کا مجموعہ ہے۔یہ جھنڈیاں قرمزی رنگ کی ہیں۔ان کے حاشیوں پر باریک نیلی پٹی بنی ہوئی ہے۔اوپر والی تکون میں سفید رنگ کا چاند اور تارے کا نشان ہے اور نچلی تکون میں سورج کا نشان ہے۔چاند اور سورج وہاں کا مذہبی نشان ہے۔

سری لنکا کا پرچم

سری لنکا کا پرچم ناسی رنگ کا ہے۔حاشیوں سے برابر فاصلے پر ایک مربع بنا ہوا ہے جو گہرے رنگ کا ہے۔اس کے اوپر پیلے رنگ کا شیر بنا ہوا ہے۔مربع سے تھوڑے فاصلے پر ایک مستطیل ہے۔جس کے بیچ میں ایک عمودی لکیر ہے اور آدھا حصہ زرد اور آدھا سبز ہے۔شیر سری لنکا کا روائتی نشان ہے۔

بھوٹان کا پرچم

بھوٹان کا پرچم گہرا زرد اور سرخ ہے اور دو مساوی تکونوں پر مشتمل ہے۔زرد سرخ تکونوں کی مشترکہ لکیر کے دونوں طرف اژدہا کی تصویر ہے۔

مالدیپ کا پرچم

سرخ رنگ کے اوپر سبز رنگ کا خانہ بنا ہوا ہے جس کے اندر سفید ہلال بنا ہوا ہے جو مالدیپ کے مسلمانوں کی علامت ہے۔

جنوبی ایشیا کے مشہور شہر

جنوبی ایشیا کی تقریباً تین چوتھائی آبادی دیہات میں آباد ہے۔تاہم صنعت وحرفت، تجارت، حصول روزگار اور زندگی کی دوسری سہولتوں کی وجہ سے شہروں کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔جوں جوں کوئی ملک ترقی کرتا ہے اس کی شہری آبادی کا تناسب بڑھتا جاتا ہے۔صنعتی اور تجارتی ترقی کے ساتھ ساتھ دیہات سے آبادی شہروں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔اس سے پرانے شہروں کی آبادی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور نئے شہر بھی آباد ہوتے جا رہے ہیں۔جنوبی ایشیا کے اہم

شہر مندرجہ ذیل ہیں۔

کراچی
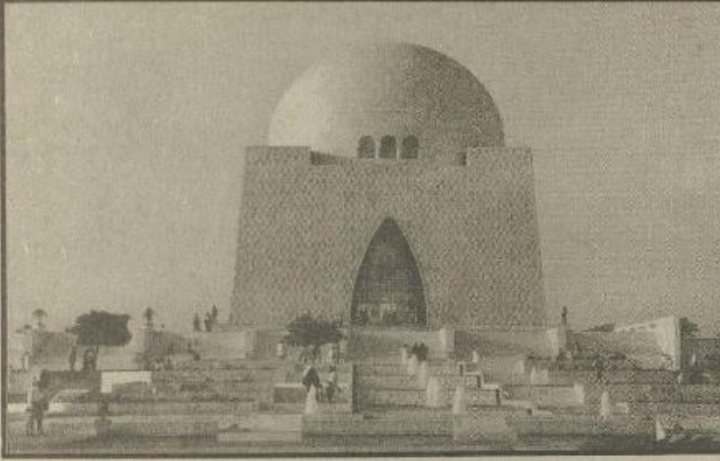
مزار قائداعظم محمد علی جناحؒ

کراچی بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ پاکستان کا پہلا دارالحکومت تھا اور اب صوبۂ سندھ کا صدر مقام ہے۔ کراچی میں ہمارے ملک کا سب سے بڑا بین الاقوامی ہوائی اڈا اور بندرگاہ ہے جن کے ذریعے دنیا کے اکثر ملکوں سے پاکستان کا رابطہ قائم ہے۔ تعلیم کا بہت بڑا مرکز ہے۔ یہاں کئی یونیورسٹیاں، کالج اور دوسرے تعلیمی ادارے ہیں۔ تجارتی اور صنعتی لحاظ سے یہ شہر بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں تیل صاف کرنے، دوا سازی، جہاز سازی، ٹرک و موٹر سازی کے علاوہ سیمنٹ، ریشمی، سوتی اونی کپڑے، ادویات، کیمیائی اشیاء پلاسٹک کی مصنوعات، چمڑے کا سامان وغیرہ بنانے کے کئی کارخانے قائم ہیں۔ بانی پاکستان قائداعظمؒ کا مزار بھی اسی شہر میں ہے۔ آبادی کے لحاظ سے کراچی پاکستان کا سب سے بڑا گنجان آباد شہر ہے۔ یہاں کے باشندوں میں جنوبی ایشیا کے ہر حصے کے لوگ موجود ہیں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق کراچی کی آبادی 10 ملین ہے۔
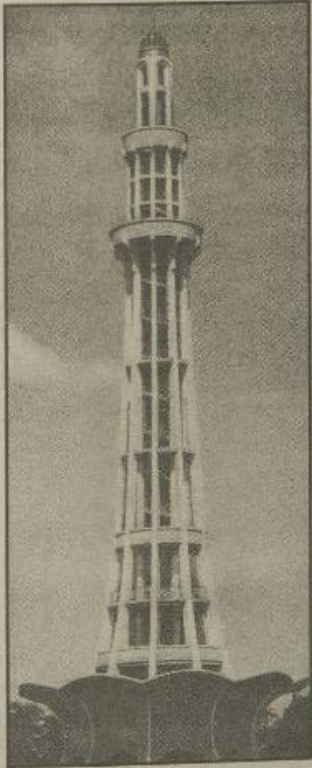
لاہور

مینارِ پاکستان

کالجوں کا شہر لاہور دریائے راوی کے کنارے آباد ہے۔ جنوبی ایشیا کے قدیم شہروں میں سے ایک ہے۔ صوبہ پنجاب کا صدر مقام ہے۔ لاہور میں مغلیہ دور کی بنائی ہوئی عظیم الشان عمارات ہیں۔ جہانگیر اور نور جہاں کے مقبرے، شالا مار باغ، بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، قلعہ لاہور وغیرہ قابل دید ہیں۔ نئی تعمیرات بھی کثرت سے کی گئی ہیں جن میں گلشنِ اقبال، واپڈا ہاؤس، الفلاح بلڈنگ، الحمرا اور باغ جناح وغیرہ بہت خوبصورت ہیں۔ اقبال پارک میں ''مینار پاکستان'' کے نام سے ایک بلند مینار بنایا گیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں

1940ء میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تھی۔ لاہور میں 1974ء میں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس کی یاد میں اسمبلی ہال کے سامنے ایک یادگار تعمیر کی گئی ہے۔ لاہور میں لوہے، فولاد، انجینئرنگ کا مختلف سامان، کپڑا، جوتے اور دوسری مختلف چیزیں بنانے کے بہت سے کارخانے ہیں۔ جنوبی ایشیا کا سب سے بڑا ریلوے ورکشاپ یہاں مغلپورہ میں واقع ہے۔ لاہور سے ایک ریلوے لائن اور سڑک بھارت کو جاتی ہے۔ صنعت و حرفت اور تجارت کے علاوہ لاہور تعلیم کا بھی بہت بڑا مرکز ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی اور پرانی یونیورسٹی ''پنجاب یونیورسٹی'' لاہور ہی میں ہے۔ اس کے علاوہ انجینئرنگ یونیورسٹی اور بہت سے فنی، سائنسی، تکنیکی کالج اور دیگر ادارے قائم ہیں۔

لاہور میں کئی بزرگانِ دین مدفون ہیں۔ ان میں حضرت داتا گنج بخشؒ خاص طور پر مشہور ہیں۔ لاہور میں شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کا مزار بادشاہی مسجد کے قریب ہے۔ یہاں ایک بڑا عجائب گھر اور چڑیا گھر بھی ہے۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق لاہور کی آبادی 5.063 ملین تھی۔

اسلام آباد
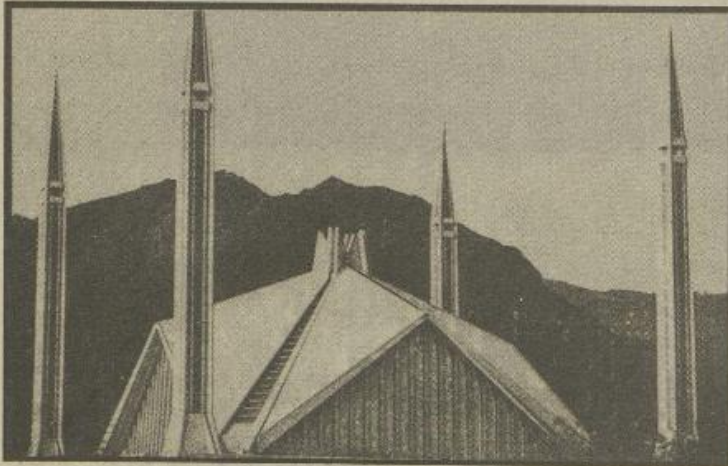
فیصل مسجد، اسلام آباد

پاکستان کا نیا دارالحکومت اسلام آباد راولپنڈی کے قریب تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ شہر پہاڑیوں کے دامن میں بنایا گیا ہے۔ اس کے آس پاس دلکش قدرتی مناظر ہیں۔ اردگرد کی تمام چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور ڈھلانوں پر سدابہار درخت، پھول اور پودے اور سرسبز گھاس اگائی گئی ہے۔ یہاں کی سرکاری اور نجی

عمارات جدید طرز کا نمونہ ہیں۔ سرکاری دفاتر کے علاوہ غیر ملکی سفارت خانے بھی اسلام آباد میں واقع ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کا مرکز ہے۔ بحری اور فضائی افواج کے مرکزی دفاتر بھی یہیں پر ہیں۔ سعودی عرب کی حکومت کی مدد سے اسلام آباد میں شاہ فیصل مرحوم کے نام پر ایک شاندار مسجد بنائی گئی ہے جو دنیا کی عظیم الشان مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ راول ڈیم، شکر پڑیاں اور دامن کوہ خوبصورت تفریح گاہیں ہیں۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق اسلام آباد کی آبادی 0.799 ملین تھی۔

پشاور

پشاور شمال مغربی سرحدی صوبہ کا صدر مقام ہے۔ اپنے محلِ وقوع کی وجہ سے جنوبی ایشیا کا اہم شہر ہے۔ اس کے
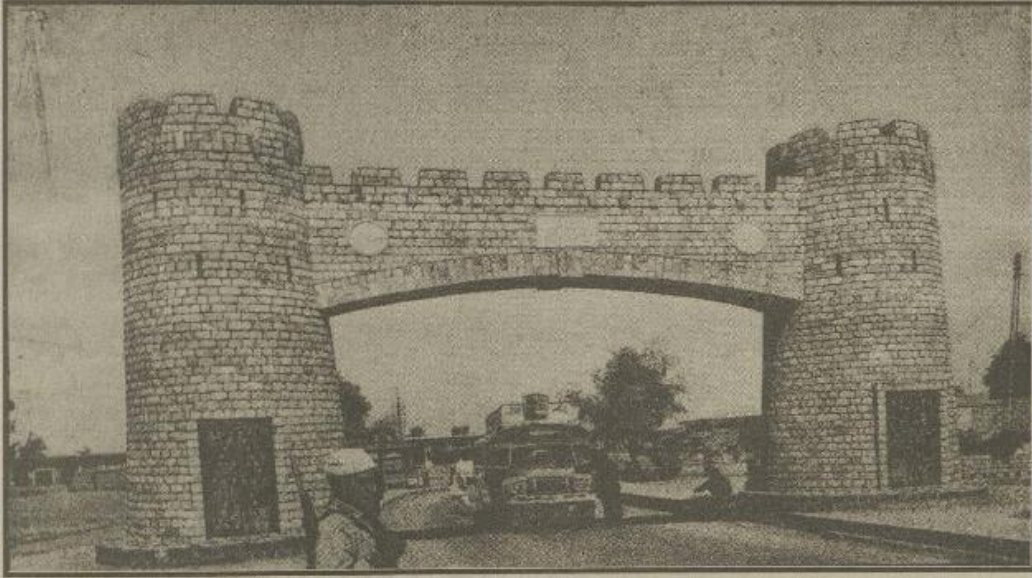
درۂ خیبر، پشاور

قریب ہی مشہور درۂ خیبر واقع ہے۔ پشاور ایک پرانا اور تاریخی شہر ہے اور پرانے زمانے سے وسطی ایشیا کا ایک بڑا تجارتی مرکز رہا ہے۔ یہ خشک اور تازہ پھلوں کی تجارت کے لیے خاص طور پر مشہور ہے۔ افغانستان سے تجارت درۂ خیبر کے راستے ہوتی ہے۔ پشاور کے بنے ہوئے چمڑے کے یخدان، تانبے کے منقش برتن، گرم چادریں، پشاوری جوتے، کلاہ اور لُنگی مشہور ہیں۔ شاہی باغ، ڈیفنس پارک، باغِ ناران، تاتارا پارک، قلعہ بالا حصار، قصہ خوانی بازار، شیر پاؤ شہید اسپتال، اسلامیہ کالج، پشاور یونیورسٹی اور اس سے ملحقہ تعلیمی و تحقیقی ادارے، یونیورسٹیاں اور حیات آباد قابلِ دید ہیں۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 0.988 ملین تھی۔

کوئٹہ

کوئٹہ صوبہ بلوچستان کا صدر مقام ہے۔ درۂ بولان کے سرے پر واقع ہے۔ پاکستان سے افغانستان کو یہاں سے بھی راستہ جاتا ہے۔ یہ شہر 1935ء کے زلزلے سے بالکل تباہ ہوگیا تھا۔ اس کے بعد اسے جدید طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ سیب، گرما، بادام، خوبانی یہاں کے مشہور پھل ہیں۔ چونکہ پھل زیادہ پیدا ہوتے ہیں اس لیے یہاں ان کو ڈبوں میں بند کرنے کے کارخانے ہیں۔ تعلیمی مرکز ہے۔ یہاں بلوچستان یونیورسٹی اور ایک میڈیکل کالج بھی ہے۔ اس کے علاوہ

چھاؤنی میں اسٹاف کالج ہے جہاں فوجی افسران اعلیٰ تربیت حاصل کرتے ہیں۔کوئٹہ سے ایک سڑک اور ریلوے لائن ایران کو جاتی ہے۔1998ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 0.56 ملین تھی۔

دہلی

دہلی بھارت کا صدر مقام ہے۔دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔یہ بہت پرانا اور تاریخی شہر ہے۔مدتوں
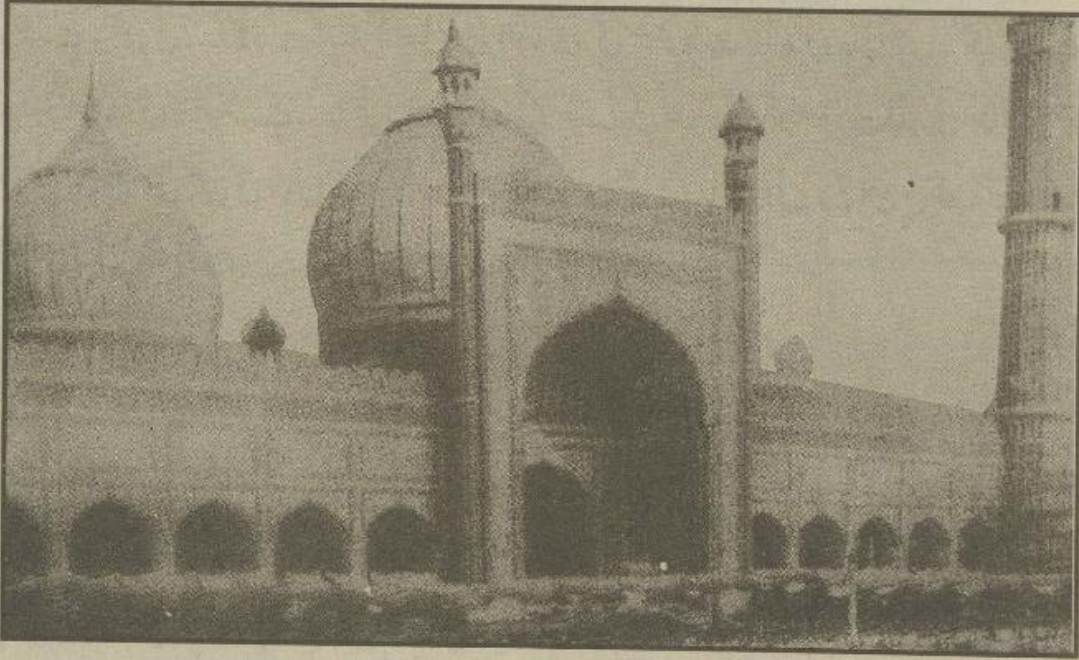
جامع مسجد، دہلی

مسلمان بادشاہوں کا دارالخلافہ رہا۔لال قلعہ، جامع مسجد، قطب مینار اور کئی دوسری تاریخی عمارات ہیں، جو مسلمان بادشاہوں نے تعمیر کروائی تھیں۔1912ء میں انگریزوں نے دہلی کے قریب جدید طرز پر ایک نیا شہر نئی دہلی کے نام سے آباد کیا۔دہلی تجارتی، صنعتی اور تعلیمی مرکز ہے۔سڑکوں، ریل گاڑیوں اور ہوائی راستوں کے ذریعہ بھارت کے تمام شہروں سے ملا ہوا ہے۔حالیہ اعداد و شمار کے مطابق دہلی کی آبادی 10 ملین سے زیادہ ہے۔

ہوارا پل۔کولکتہ

کولکتہ

جنوبی ایشیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔دریائے ہُگلی کے ڈیلٹائی علاقے میں بھارت کی سب سے بڑی اور اہم بندر گاہ ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ مقدار میں چائے یہاں سے برآمد ہوتی ہے۔کولکتہ میں پٹ سن کی مصنوعات،

سوتی کپڑے، چینی، فولاد اور کاغذ بنانے کے کارخانے ہیں۔ موجودہ اعداد شمار کے مطابق کولکتہ کی آبادی 14 ملین ہے۔ اس کا پرانا نام کلکتہ تھا۔

ممبئی

ممبئی بھارت کے مغربی ساحل پر بھارت کا دروازہ کہلاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بندرگاہ ہے۔ سُوتی کپڑے بنانے کا بہت بڑا مرکز ہے۔ ممبئی کی بندرگاہ سے کپاس، سوتی کپڑا اور دوسری مصنوعات برآمد کی جاتی ہیں۔ ممبئی بھارت کا سب سے بڑا صنعتی شہر اور فلم سازی کا مرکز ہے۔ ساحلِ سمندر پر واقع ہونے کی وجہ سے خوبصورت قدرتی مناظر کا شہر کہلاتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ ممبئی میں کئی سال تک وکالت کرتے رہے۔ شہر کے باشندوں نے ان کی خدمات کے اعتراف میں جناح ہال تعمیر کیا جو اب بھی موجود ہے۔ ممبئی کی موجودہ آبادی 12.6 ملین ہے۔

چنائی

چنائی بھارت کا چوتھا بڑا شہر اور تیسری اہم بندرگاہ ہے۔ بھارت کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ چنائی ایک اہم صنعتی اور تجارتی شہر ہے۔ یہاں چمڑا، چمڑے کی مصنوعات اور سُوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔ حالیہ اعداد شمار کے مطابق چنائی کی آبادی 5.4 ملین ہے۔ اس کا پرانا نام مدراس تھا۔

ڈھاکہ

ڈھاکہ بنگلہ دیش کا دارالحکومت اور اہم تاریخی شہر ہے۔ زیادہ تعداد میں مسجدیں ہونے کی وجہ سے یہ مسجدوں کا شہر کہلاتا ہے۔ ڈھاکہ ایک سرسبز و شاداب اور زرخیز زرعی علاقہ کے وسط میں دریائے بوڑھی گنگا کے کنارے واقع ہے۔ یہ ایک دریائی بندرگاہ ہے۔ بہت بڑا تعلیمی، تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔ یہاں پٹ سن کی مصنوعات، سوتی کپڑے، دیا سلائی اور بہت سی دوسری چیزیں بنانے کے کارخانے ہیں۔ جنوبی ایشیا پر مسلمانوں کی حکومت کے عہد میں ڈھاکہ کی ململ بہت مشہور تھی۔ یہاں کی آبادی تقریباً 5 ملین ہے۔

چٹاگانگ

دریائے کرنافلی کے کنارے بنگلہ دیش کی سب سے بڑی بندرگاہ اور اہم صنعتی شہر ہے۔ یہاں پٹ سن، کپاس اور چائے کے کارخانوں کے علاوہ دھان کوٹنے، لکڑی چیرنے، تیل صاف کرنے، سوتی کپڑا بنانے، دیا سلائی، فولاد سازی

اور بجلی کی مصنوعات کے کارخانے قائم ہیں۔ یہاں دریائے کرنافلی سے بجلی پیدا کی جاتی ہے جس کی بدولت اس شہر نے صنعتی طور پر بہت ترقی کی ہے۔ یہاں ایک یونیورسٹی بھی ہے۔اس کی آبادی تقریباً 3 ملین ہے۔

کھٹمنڈو

کھٹمنڈو کا مطلب ہے لکڑی کی منڈی۔ یہ شہر نیپال کا دارالحکومت ہے۔اونچے اونچے پہاڑوں کے درمیان ایک زرخیز اور خوبصورت وادی میں واقع ہے۔ کھٹمنڈو شمال میں تبت (چین) اور جنوب میں بھارت سے ایک پختہ سڑک کے ذریعے ملا ہوا ہے۔ ایک ہوائی اڈا بھی ہے جو سردیوں کے موسم میں بھی کھلا رہتا ہے۔ ہندوؤں کے مندر اور بدھ مت کے پیروکاروں کے بے شمار پگوڈے اپنی خوبصورت لکڑی کے کام کی وجہ سے قابلِ دید ہیں۔ کھٹمنڈو کے انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب پرانے محلات اب سرکاری دفاتر اور ہوٹلوں میں تبدیل کردیئے گئے ہیں۔ کھٹمنڈو میں دو صنعتی علاقے بنائے گئے ہیں تاکہ صنعت کو ترقی دی جاسکے۔ اس کی آبادی 0.75 ملین ہے۔

کولمبو

سری لنکا کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ہے۔ یہاں ایک بین الاقوامی ہوائی اڈا اور بندرگاہ بھی ہے۔ یہ شہر ملک کا اہم صنعتی، تجارتی اور تعلیمی مرکز ہے۔ کولمبو کی آبادی 1.4 ملین ہے۔

تھِمپو

بھوٹان کا دارالحکومت ہے۔ ہوائی راستے اور سڑک کے ذریعے بھارت سے ملا ہوا ہے۔ بدھ مت کی عبادت گاہوں اور محلات پر مشتمل یہ ایک چھوٹا سا نیا شہر ہے۔ یہاں سوتی کپڑا بنانے کا ایک کارخانہ ہے۔ تھمپو کی آبادی سترہ ہزار ہے۔

مالے

مالے جزائر مالدیپ یا مالدیو کا دارالحکومت ہے۔ جمہوریہ کے تقریباً دو ہزار جزائر میں صرف مالے ہی شہر کہلا سکتا ہے۔ باقی تمام چھوٹے چھوٹے مچھیروں کی بستیاں ہیں۔ مالے تجارتی اور ثقافتی مرکز بھی ہے۔ یہاں کچھ بہتر ہوٹل بھی

بنائے گئے ہیں۔ یہاں سال بھر کسی نہ کسی کھیل کے ٹورنامنٹ ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں کی آبادی تقریباً 20 ہزار ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1- پاکستان کے کون کون سے علاقوں میں آبادی زیادہ ہے؟

2- بھارت کے شمالی میدان میں آبادی کیوں گنجان ہے؟

3- جنوبی ایشیا کے بچوں کے لباس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

4- جنوبی ایشیا کے مختلف ممالک کے بچوں کی خوراک کیا ہے؟

5- نیپال اور بھوٹان کے پرچموں کی بناوٹ کیسی ہے؟

6- جنوبی ایشیا کے لوگوں کے اہم پیشے کیا کیا ہیں؟

7- آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا شہر کونسا ہے؟ اس شہر میں زیادہ آبادی ہونے کی وجہ کیا ہے؟

8- بھارت میں سب سے بڑی اور مشہور بندرگاہ کون سی ہے؟ اس بندرگاہ کو بھارت میں کیا اہمیت حاصل ہے؟

9- مندرجہ ذیل شہر کہاں واقع ہیں اور یہ کیوں مشہور ہیں۔

(ا) ڈھاکہ (ب) کھٹمنڈو (ج) کولمبو

(ب) خالی جگہوں کو پُر کریں :

(i) بڑھتی ہوئی آبادی ---------- اثر انداز ہوتی ہے۔

(ii) کثرتِ آبادی سے ہمارا ---------- گر رہا ہے۔

(iii) جنوبی ایشیا کا شمار دنیا کے ---------- آبادی والے علاقوں میں ہوتا ہے۔

(iv) کھٹمنڈو کا مطلب ہے ---------- ہے۔

(ج) درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) رقبے کے لحاظ سے جنوبی ایشیا کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ (نیپال۔ جزائر مالدیپ)

(ii) کولمبو دارالحکومت ہے (سری لنکا۔ کھٹمنڈو)

(iii) جنوبی ایشیا کے ممالک ہیں۔ (صنعتی ممالک۔ زرعی ممالک)

(iv) جنوبی ایشیا کا سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے۔ (بھارت۔ بنگلا دیش)

سرگرمیاں

1- پاکستان کے مختلف صوبوں کے بچوں کی تصاویر جمع کر کے اپنی کاپیوں میں لگائیں۔

2- اخباروں اور رسالوں وغیرہ سے مختلف پیشوں کے لوگوں کی تصاویر کاٹ کر اپنی کاپی میں چسپاں کریں۔

3- اپنی کاپی پر جنوبی ایشیا کے مختلف ممالک کے پرچم بنا کر ان میں رنگ بھر دیں۔

4- جنوبی ایشیا کے مشہور شہروں کی تاریخی عمارات کی تصاویر جمع کر کے اپنی کاپیوں میں لگائیں۔

5- پاکستان کے مختلف علاقوں کے قابلِ دید مقامات وغیرہ کی تصاویر اخباروں، رسالوں اور پُرانی کتابوں وغیرہ سے کاٹ کر اپنی کاپیوں میں لگائیں۔

چھٹا باب

قبلِ از اسلام جنوبی ایشیا کا معاشرہ

وادیٔ سندھ کی پرانی تہذیب

مؤرخین کا پہلے یہ خیال تھا کہ ہندوستان کی تاریخ آریاؤں کے ہند میں آنے کے بعد شروع ہوتی ہے لیکن موجودہ زمانے میں پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے بعض مقامات پر جو کھدائی ہوئی ہے اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آریاؤں کی آمد سے پہلے بھی وادیٔ سندھ کے لوگ بہت مہذب تھے۔ موئن جودڑو اور ہڑپہ کے کھنڈرات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پرانے زمانے میں یہ دو بڑے تجارتی شہر تھے۔ دونوں شہروں کی عمارتیں اور دوسری چیزیں ایک دوسرے سے بہت ملتی جلتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں شہر ایک ہی زمانہ میں آباد تھے۔ موئن جودڑو اور ہڑپہ کی تہذیب جو تقریباً پانچ ہزار سال پرانی ہے وادیٔ سندھ کی تہذیب کہلاتی ہے۔

موئن جودڑو

یہ قدیم شہر لاڑکانہ سے تقریباً تیس کلومیٹر فاصلہ پر واقع ہے۔ موئن جودڑو کے معنی مردوں کے ٹیلے کے ہیں۔ ان ٹیلوں کی کھدائی سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ماضی میں موئن جودڑو ایک شہر تھا۔ سڑکیں اور گلیاں صاف سُتھری، سیدھی اور کھلی تھیں۔ عمارتیں بڑی ترتیب سے بنائی گئی تھیں۔ مکان پکی اینٹوں اور سفید مٹی کے گارے سے بنائے جاتے تھے۔ چونے کا استعمال کم تھا۔ رہنے، سونے، نہانے دھونے اور کھانا پکانے کے الگ الگ کمرے تھے۔ عام طور پر بڑے مکانوں میں حمام اور پختہ کنویں بھی ہوتے تھے۔ ایک مقام پر ایک بہت بڑے مکانوں میں حمام کے کھنڈرات بھی ملے ہیں۔ اس شہر میں گندے پانی کے نکاس کے لیے پکی نالیاں بنی ہوئی تھیں۔

موئن جودڑو ایک زرخیز اور شاداب علاقہ تھا۔ لوگ کاشتکاری سے واقف تھے۔ گائے، بھینس اور بیل کا بڑا شوق تھا۔ سونے، چاندی اور تانبے کی ان کے پاس کمی نہ تھی۔ وہ سر اور گلے کے خوبصورت زیور بناتے تھے۔ مٹی اور پتھر کے برتن ان کی اعلیٰ کاریگری کا نمونہ ہیں۔ اس زمانے کی مورتیاں اور کھلونے بھی ملے ہیں۔ رقاصہ کی مورتی بہت ہی شاندار اور قابلِ تعریف ہے۔ موئن جودڑو سے چرخے ملے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ کاتنا اور کپڑے بنانا جانتے

تھے۔لیکن ان کی بنائی ہوئی مورتیاں دیکھنے سے احساس ہوتا ہے کہ وہ سینے کا فن نہیں جانتے تھے۔ان کا لباس نہایت ہی مختصر ہوتا تھا۔وہ صرف لنگوٹ اوران سلی چادریں اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیتے تھے۔
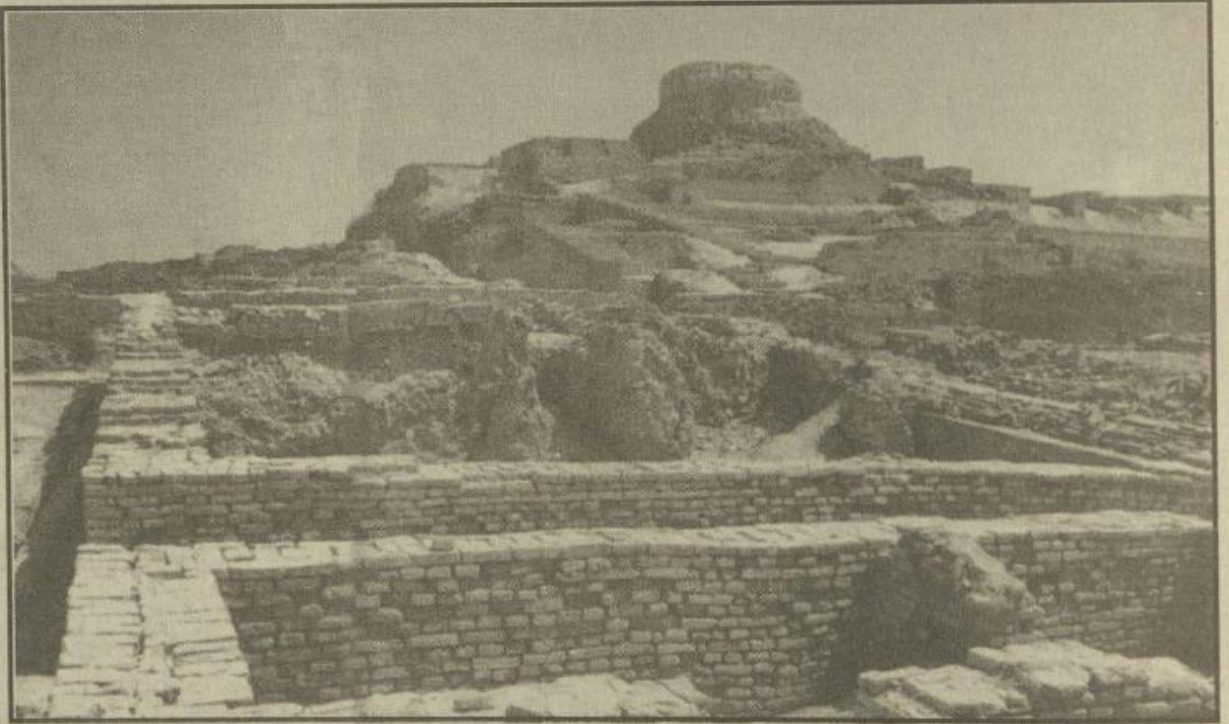
موئن جو دڑو کے کھنڈرات

ہتھیاروں میں تلوار، کلہاڑی، تیر اور بھالے ملے ہیں۔ان کے علاوہ پتھر کی چکیاں بھی ملی ہیں۔جن کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ ان سے گیہوں پیسنے کا کام لیتے تھے۔نقل وحمل کے لیے بیل گاڑیاں استعمال کی جاتی تھیں۔

وادئ سندھ کے ان کھنڈرات میں بہت سی تصویریں ملی ہیں لیکن کسی بڑے مندر یا عبادت گاہ کا کوئی سراغ نہیں ملا۔جس زمانے میں وادئ سندھ کی تہذیب کے لوگ اتنے سلیقے سے رہ رہے تھے اس وقت دنیا کے دوسرے کئی علاقوں میں بسنے والے لوگ ان شہری سہولتوں اور شہری منصوبہ بندی سے واقف نہ تھے۔موئن جودڑو اور ہڑپہ کے شہریوں کو رہن سہن کی جو سہولتیں آج سے پانچ ہزار برس پہلے میسر تھیں، وہ آج بھی دنیا کی اکثریتی آبادی کو میسر نہیں۔اس وجہ سے ان شہروں میں بسنے والوں کی سمجھ اور کاریگری کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ان کی تہذیب کا مطالعہ اہمیت رکھتا ہے۔

ہڑپہ

ہڑپہ ساہیوال سے تقریباً 25 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔کہتے ہیں اس وقت دریا راوی اس کے قریب سے بہتا تھا۔ہڑپہ میں دو قسم کی عمارتیں دریافت ہوئی ہیں۔ایک کچی اور دوسری پکی۔مکانوں میں دروازے تو تھے لیکن کھڑکیاں نہیں تھیں۔بعض مکان بڑے اور بعض چھوٹے تھے۔بڑے مکانوں کے اردگرد چار دیواری تھی۔سرکاری عمارتیں علیحدہ بنائی
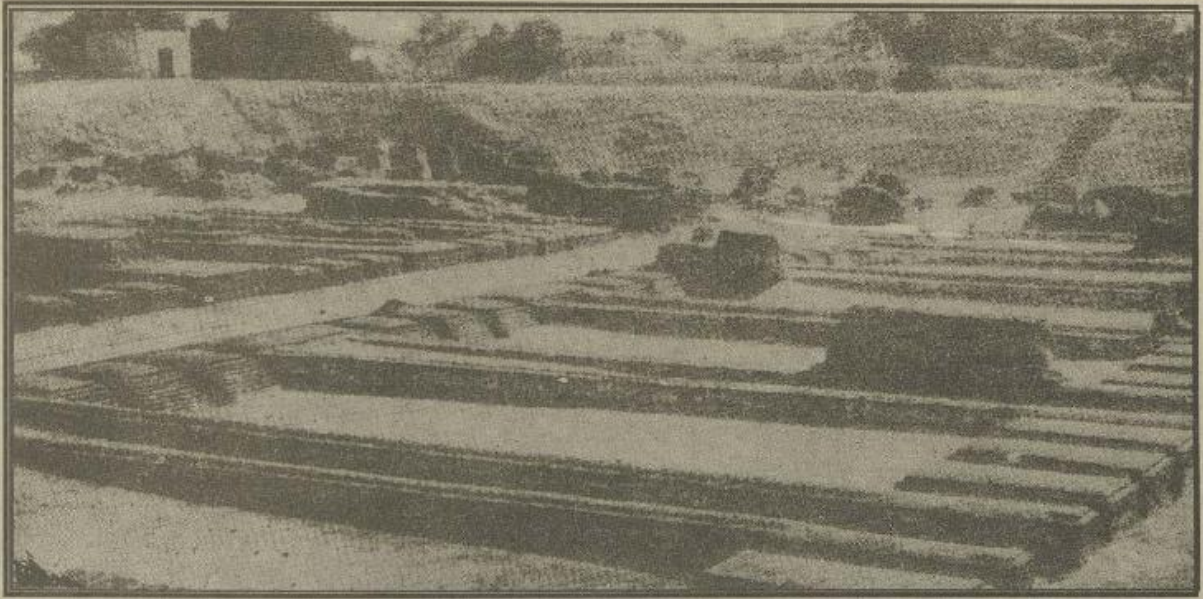
ہڑپہ کے کھنڈرات

جاتی تھیں اور ان میں بڑے بڑے ہال تھے۔ ممکن ہے ان ہالوں کو بطور سرکاری اناج گھر استعمال کیا جاتا ہو۔

ہڑپہ کے لوگوں کے رہن سہن کے طریقے موئن جودڑو کے لوگوں سے ملتے جلتے تھے۔ ہڑپہ بھی پانچ ہزار سال پرانا تھا۔ یہ دونوں شہر قریباً تین ہزار سال پہلے تباہ ہو گئے۔ ان دونوں شہروں کے تباہ ہونے کی بڑی وجہ آریاؤں کا حملہ تھا۔

قدیم باشندے

جنوبی ایشیا کے پرانے باشندے دراوڑ کہلاتے تھے۔ یہ لوگ وحشی جانوروں کو پکڑ کر پالتے، جنگلوں میں شکار کھیلتے، چوپایوں سے کام لیتے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ یہ لوگ زندگی کے رہن سہن کے طریقوں سے واقف تھے۔ اینٹوں کے مکان بنا کر رہتے تھے۔ آگ، سورج زمین اور سانپوں کی پوجا کرتے تھے۔ ماہرین تاریخ کا خیال ہے کہ دراوڑ بھی ابتدا میں باہر سے آ کر ہی بلوچستان کے ساحل پر آباد ہوئے تھے اور پھر آہستہ آہستہ دوسری جگہوں پر پھیل گئے۔

جنوبی ایشیا میں آریاؤں کی آمد

ساڑھے تین ہزار سال پہلے وسطِ ایشیا کی قوم آریا نے پاکستان کے علاقے کا رُخ کیا اور یہاں کے قدیم باشندوں کو شکست دے کر یہاں آباد ہو گئے۔ آریا لوگ افغانستان کے راستے سوات وغیرہ کے علاقوں میں آ کر آباد ہوئے۔ یہ لوگ قد آور، تندرست، توانا اور جنگجو تھے۔ شمالی علاقوں پر قابض ہونے کے بعد آریا لوگ رفتہ رفتہ سندھ کے بالائی حصے تک قابض ہو گئے اور پھر آگے بڑھ کر دریائے گنگا و جمنا کے علاقے تک پہنچ گئے۔ اس طرح جنوبی ایشیا کے تمام شمالی علاقے پر آریاؤں نے قبضہ کر کے اس کا نام "آریاورت" رکھا۔

آریاؤں کی سماجی حالت

آریا لوگ گاؤں بسا کر رہتے تھے لیکن شہری زندگی سے ناواقف تھے۔ گاؤں کے قریب جو زمین ہوتی اس میں سبزیاں کاشت کرتے اور کھیتوں کے چاروں طرف کانٹوں کی باڑھ لگاتے تھے۔ کاشتکاری کے لیے بیلوں کا استعمال کرتے تھے۔ آریا سماج میں خاندان کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ خاندان کا سربراہ مرد ہوتا تھا۔ ان کے بچے، پوتے، پوتیاں سب ایک گھر میں رہتے تھے۔ عورتوں کی عزت کرتے تھے۔ عورتیں گھریلو زندگی کی ذمہ داریاں پوری کرتی تھیں۔ خاندان کے سربراہ کو بڑے اختیارات حاصل تھے۔ آریا لوگ مختلف قبیلوں میں تقسیم تھے۔ قبیلوں کے سردار لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرتے تھے۔ کہا جا سکتا ہے کہ قبیلوں کے سردار اپنے علاقے کے حاکم ہوتے تھے۔

آریا لوگ بڑھئی، لوہار، کُمھار اور معمار وغیرہ کے کام جانتے تھے۔ گاڑیاں اور کھیتوں میں چلانے کے لیے ہل بناتے تھے۔ وہ دریاؤں کو عبور کرنے کے لیے کشتیاں بنانا بھی جانتے تھے۔ یہ کشتیاں پتواروں سے چلائی جاتی تھیں۔ رَتھ کی دوڑ آریاؤں کی تفریح تھی۔ رقص کا بھی ان کے ہاں رواج تھا۔ اکثر لڑائیاں لڑتے رہتے تھے۔ لڑائیاں قبیلوں کے سرداروں کے ماتحت ہو کر لڑی جاتی تھیں۔ لڑائی میں راجا اور سردار رَتھ پر سوار ہوتے تھے اور دوسرے لوگ پیادہ لڑائی لڑتے تھے۔ گُھڑ سواری کے ماہر تھے۔ نیزہ، تبر، کلہاڑی اور تیر و کمان ان کے ہتھیار تھے۔

لِباس اور خوراک

آریا لوگ سُوت کا تنا اور کپڑا بُننا جانتے تھے۔ اونی اور سوتی کپڑے پہنتے تھے۔ بھیڑوں کی اُون سے کپڑے بناتے تھے۔ کھالیں بھی پہنتے تھے۔ آریاؤں کی عورتیں زیورات استعمال کرتی تھیں۔ اکثر زیورات سونے کے ہوتے تھے۔ خوراک میں گندم کے علاوہ بیلوں، بھیڑوں، بکریوں کا گوشت، دودھ، مکھن اور گھی کا استعمال کرتے تھے۔

مذہب

ہندوؤں کی قدیم ترین مُقدس کتاب "رگ وید" سے ہمیں آریاؤں کے زمانے کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریا لوگ قُدرت کی بڑی طاقتوں مثلاً سورج، آسمان، طوفان وغیرہ کے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ دیوتاؤں کی مہربانی سے اُنہیں دُنیا کی تمام خوشیاں مُیسر آسکتی ہیں۔ مذہبی رسُوم ادا کرنے کے لیے

ایک خاص طبقہ تھا جسے برہمن کہا جاتا تھا۔ برہمنوں نے سماج میں اپنا اثر بہت بڑھا لیا تھا اور وہ دوسرے سب لوگوں کو اپنے سے کمتر سمجھتے تھے۔ موجودہ ہندو مذہب اور ہندو سماج کی بنیاد آریاؤں کے زمانے سے پڑ چکی تھی۔ آریاؤں کا زمانہ قدیم ہندوؤں کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔

ذات پات کی تقسیم

ہندوؤں کی سماجی زندگی میں ذات پات کا رواج خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ابتداء میں آریاؤں کی زندگی بہت سادہ تھی اور اُن میں کسی چھوٹی یا بڑی ذات کا کوئی فرق موجود نہیں تھا' لیکن جب آریا دریائے گنگا و جمنا کے کنارے تک پہنچ گئے تو انہیں اکثر لڑائیاں لڑنی پڑیں' اِس لیے انہیں اپنے بچاؤ کے لیے ہر وقت ہتھیاروں سے لیس رہنا پڑتا تھا۔ اس سے کاروبار متاثر ہونے لگے۔ چنانچہ یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ روزمرہ کے کاموں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مختلف طبقوں کے حوالے کیا جائے' تاکہ ان کی انجام دہی میں آسانی ہو۔ اس طرح مذہبی کام جس طبقے کے حوالے کیے گئے' اس کا نام برہمن رکھا۔ ان کے ذمے مذہبی رسومات اور پُوجا پات کے طریقوں کے سلسلے میں رہنمائی کرنا تھا۔ اُن کے بعد کھشتری طبقے کے ذمے حکومتی انتظام اور ملک کی فوجی خدمات انجام دینے کا فریضہ لگایا گیا۔ اُوپر کے یہ دونوں طبقے صرف آریاؤں کے نسل کے لوگ ہی ہو سکتے تھے۔ نچلی سطح کے دو طرح کے کام اُن لوگوں کے ذمے میں آئے جو غیر آریا نسل کے تھے۔ یہ لوگ لڑائیوں میں آریاؤں سے شکست کھا گئے تھے۔ اور مفتوح قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے وہ لوگ جو کاروبار کرتے تھے یا صنعتی پیشے سے وابستہ تھے' ویش کہلائے۔ آخری طبقے میں وہ لوگ رہ گئے جن کا کام فاتحین کی خدمت اور صفائی کے کام کرنا تھا۔ اُن کو شُودر کا نام دیا گیا۔

یہ طبقاتی تقسیم شروع میں زندگی کا نظام چلانے کے لیے اہم ضرورتوں کے تحت ہُوئی' لیکن بعد میں یہ سب طبقے موروثی بن گئے۔ بلکہ اِن کو مذہبی رنگ دے کر مستقل طور پر چار علیحدہ علیحدہ ذاتوں کی صورت دی گئی۔ اِس طرح ہندو سماج ہمیشہ کے لیے چار ذاتوں مثلاً برہمن' کھشتری' ویش اور شودر میں تقسیم ہو کر رہ گئے اور ہزاروں سال گزرنے کے بعد آج بھی ہندو مُعاشرہ اِن ذاتوں کا شکار ہے۔

ذاتوں کے نقصانات

ہندو سماج میں ذات پات کی تقسیم سے نچلے طبقے کے لوگوں میں بد دِلی پھیل گئی۔ یہ لوگ نہ تعلیم حاصل کر سکتے تھے نہ اپنا مستقبل سنوار سکتے تھے۔ ترقی کے تمام راستے اُن کے لیے بند تھے۔ اُن کے خلاف اِس قدر نفرت پیدا ہوگئی کہ بڑی ذات والے لوگ نہ اُن کے پاس بیٹھنا پسند کرتے، نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاتے۔ بلکہ وہ اُن کی چھوئی ہوئی چیز کو چھوتے بھی نہیں تھے۔ شُودر کو تو بالکل ہی نجس اور ناپاک تصور کیا جاتا ہے اس کے برعکس برہمن اپنے آپ کو دیوتاؤں کے اولاد سمجھتے تھے۔ اُن کے سامنے راجے مہاراجے بھی سر جُھکاتے تھے۔ اِس طرح برہمن پورے معاشرے پر چھائے ہوئے تھے۔ ذات پات کی اتنی بڑی تفریق نے نچلے طبقے کے لوگوں میں بد دلی پیدا کر دی۔ وہ برہمنوں کے اقتدار سے نفرت کرنے لگے۔ یہ نفرت عین انسانی فطرت کے مطابق تھی۔ جب کسی کو معاشرے میں بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں تو وہ اس معاشرے کے اصولوں سے سخت نفرت کرتا ہے۔ اسی بنا پر اصلاحی تحریکیں نئے مذاہب کی صورت میں سامنے آئیں۔ اُن میں بُدھ مذہب کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس نئے مذہب میں ذات پات کی تفریق کو نہیں مانا جاتا تھا۔

بُدھ مذہب

مہاتما بُدھ

بُدھ مذہب دراصل اس وقت کے ہندو سماج کی بے انصافیوں کے خلاف ایک ردِ عمل تھا۔ اِس نئے مذہب کے بانی کا نام گوتم بُدھ تھا۔ اس کا اصلی نام سدھارتھ تھا اور وہ کپل وستو کے راجا کے بیٹے تھے۔ گویا بُدھ لڑکپن سے ہی لوگوں کے دکھوں اور دنیا کی برائیوں کو دیکھ کر رنجیدہ رہتے۔ ایک دن اپنا گھر بار چھوڑ کر محل سے نکل گئے اور فقیروں کا لباس پہن لیا۔ کئی برس تک جنگلوں میں ریاضت کی فاقہ کشی کی اور دنیا کے مسائل پر غور کیا۔ آخر کار ایک رات یکا یک ان کے ذہن میں ایک روشنی آئی اور انہیں خیال ہوا کہ انہیں نجات کا راستہ مل گیا ہے۔

بُدھ مذہب کی تلقین

گوتم بُدھ نے اب دوسروں کو نجات کی تلقین شروع کر دی۔ اُن کا کہنا تھا کہ دنیا مصیبتوں اور دُکھوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اپنی سب خواہشات کو ختم کر دینا چاہیے اور سادہ زندگی بسر کرنی چاہیے۔ گوتم بُدھ کہتا تھا کہ کسی جاندار کو نہ مارو، جھوٹ نہ بولو، شراب نہ پیو، چوری نہ کرو اور دوسرے برے کاموں سے بچو۔ اُن کے نزدیک چھوٹے

بڑے سب برابر تھے۔ وہ ذات پات کا کوئی فرق نہیں مانتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ صحیح فکر، صحیح خیالات اور صحیح عمل سے ہی انسان کو نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

بُدھ مذہب کی کامیابی کے اسباب

مہاتما بُدھ کی اپنی زندگی بے داغ تھی۔ بُدھ مذہب کے اصول بہت سادہ تھے۔ لوگ برہمنوں کے نظام اور ذات پات کی بندشوں میں جکڑے ہوئے تھے، اس لیے انہوں نے اس مذہب کو بہت جلد قبول کر لیا۔ بُدھ مذہب کی جس زبان میں تبلیغ ہوئی تھی، وہ پالی زبان تھی جو کہ عوام کی زبان تھی۔ مہاتما گوتم بُدھ راجاؤں کے خاندان سے تھے، اس لیے بُدھ مذہب راجاؤں میں بھی مقبول ہو گیا۔ اِس طرح بُدھ مذہب بُہت جلد پھیل گیا اور برہمنوں کا اقتدار کم ہو گیا۔

بُدھ مذہب کے خلاف ہندوؤں کی کوششیں

ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ اقتدار ان کے ہاتھ سے جا رہا ہے اور لوگ ہندو مذہب چھوڑ کر بُدھ مذہب اختیار کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنے مذہب میں ایسی چیزیں شامل کرنا شروع کر دیں جو بُدھ مذہب نے بتائی تھیں۔ گوتم بُدھ کے مرنے کے بعد بُدھ مذہب میں کچھ خرابیاں پیدا ہو گئیں جس سے بُدھ مذہب کمزور ہو گیا، لیکن دو ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی دنیا کے بہت سے ملکوں میں بدھ مذہب کے پیروکار موجود ہیں۔ پاکستان میں بھی بُدھ مذہب کے کچھ پیروکار ہیں جنہیں اپنے مذہبی عقیدوں کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری آزادی ہے۔

بُدھ مذہب کا ہندو مُعاشرے پر اثر

ہندوؤں کی سماجی بُرائیوں، ذات پات کی خرابیوں اور برہمنوں کے اقتدار کے خلاف جنگ لڑنے والے رہنماؤں میں مہاتا گوتم بُدھ بہت ممتاز تھا۔ اُس نے بُدھ مذہب کے دروازے ہر کسی کے لیے کُھلے رکھے۔ برہمن یا شودر کسی کے لیے کوئی قید نہیں تھی، جو چاہتا اس مذہب میں شامل ہوتا۔ اس طرح برہمنوں کا زور ٹوٹ گیا۔ اُن کا وہ پہلا سا اقتدار اور احترام نہ رہا۔ بُدھ مذہب ایک طرح سے اس وقت کے سماج کے خلاف بغاوت تھی۔ اس نے اُونچ نیچ ختم کر کے سب کو برابر کر دیا اور اسی لیے بُدھ مذہب کئی ملکوں میں تیزی سے پھیل گیا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1- ہڑپہ اور موئن جودڑو کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

2- آریا لوگ جنوبی ایشیا میں کب آئے؟

3- آریاؤں کے رہن سہن کے طریقوں کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

4- بُدھ مذہب نے ہندو سماج کی برائیوں پر کس طرح ضرب لگائی؟

5- ہندو معاشرے میں ذات پات کی تقسیم کیوں کی گئی اور کتنے طبقوں میں کی گئی ہے۔

(ب) خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

i- جنوبی ایشیا کے پرانے باشندے۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتے تھے۔

ii- مہاتما بدھ کا اصلی نام۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

iii- ۔۔۔۔۔۔۔۔ہندوؤں کی مقدس کتاب ہے۔

iv- شودر کے معنی۔۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔

v- ہندو معاشرہ۔۔۔۔۔۔۔۔ ذاتوں میں تقسیم ہے۔

سرگرمیاں

1- موئن جودڑو کی جو تصویریں مل سکیں انھیں جمع کر کے البم بنائیے۔

2- صوبہ سندھ میں اور بھی پرانے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں۔ ان کی تصویریں اگر مل سکیں تو ان کا البم بنائیے اور ان شہروں کے نام اور حالات لکھیے۔

ساتواں باب

جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد

مسلمانوں کی آمد سے پہلے جنوبی ایشیا کی حالت

عربوں کی آمد سے پہلے جنوبی ایشیا پر ہندو راجے حکومت کرتے تھے۔ ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور مختلف ریاستوں کے حکمران آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ بعض راجے ایسے بھی تھے جنھوں نے آس پاس کی ریاستوں کو فتح کر کے وسیع علاقے پر حکومت کی۔ ان میں ایک بڑا بادشاہ بدھ مذہب کا پیروکار اشوک تھا۔ اشوک کے مرنے کے بعد چند اور بڑے بادشاہ بھی گذرے ہیں، جن میں چندر گپت اور وکرماجیت بہت مشہور ہیں۔ ہندوؤں کا آخری بڑا بادشاہ ہرلیش تھا۔ اس کی حکومت جنوبی ایشیا کی تمام شمالی حصے میں پھیلی ہوئی تھی۔ 648 عیسوی میں اس کی وفات ہوئی تھی۔ اس کے بعد سلطنت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ بہت سی آزاد ریاستیں قائم ہوئیں۔ عربوں نے جب سندھ پر حملہ کیا تو اس زمانے میں سندھ پر راجا داہر حکمران تھا۔ مسلمان 711ء میں سندھ میں داخل ہوئے۔

سندھ پر مسلمانوں کے حملے کی وجہ

عرب مسلمان تاجر جنوبی ایشیا کے ساحلی علاقوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہاں سے آگے سری لنکا تک بھی وہ اپنا تجارتی سامان لاتے جاتے تھے۔ کچھ عرب مسلمان تجارت کی غرض سے سری لنکا میں رہائش پذیر تھے۔ ان میں سے چند تاجروں کا وہاں انتقال ہوا' چنانچہ ان کی بیواؤں' بچوں اور ذاتی سامان وغیرہ کو بحری جہاز کے ذریعہ سری لنکا سے عرب روانہ کیا گیا۔ اس وقت اسلامی سلطنت کے مشرقی علاقوں اور عراق پر حجاج بن یوسف بحیثیت والی (گورنر) مقرر تھے۔ جس جہاز میں تاجروں کی بیواؤں اور بچے سوار تھے' اس میں خلیفہ کے لیے تحفے تحائف بھی تھے۔

دیبل کی بندرگاہ سندھ میں بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع تھی۔ یہ بندرگاہ راجہ داہر کی ریاست میں تھی۔ مسلمانوں کا جہاز بحیرۂ عرب میں سفر کرتا ہوا جب دیبل کے قریب پہنچا تو چند بحری ڈاکوؤں نے اسے لوٹ لیا۔ مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کے ان کا سامان چھین لیا گیا۔

عراق کے والی حجاج بن یوسف کو جب اس واقع کی اطلاع ملی تو اس نے راجہ داہر کو پیغام بھیجا کہ تمام مسلمان قیدیوں کو فوراً رہا کیا جائے لوٹا ہوا سامان واپس کیا جائے اور لٹیروں کو پکڑ کر سخت سزا دی جائے۔

راجہ داہر نے جواب دیا کہ بحری لٹیروں پر اس کا کوئی بس نہیں چلتا اور انہیں نہ تو وہ پکڑ سکتا ہے اور ان سے قیدی یا سامان چھڑوا سکتا ہے۔ اس جواب کے ملنے پر حجاج بن یوسف نے سندھ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

محمد بن قاسم

محمد بن قاسم

محمد بن قاسم حجاج بن یوسف کا بھتیجا اور داماد تھا۔ اس کی عمر صرف سترہ برس تھی۔ حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو راجہ داہر کی سرکوبی کے لیے عراق سے روانہ کیے جانے والے لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لشکر عراق سے خشکی کے راستے سندھ کی طرف روانہ ہوا۔ سپاہیوں کے لیے راشن اور ہتھیار وغیرہ بحری جہازوں کے ذریعے سمندر کے راستے دیبل کی طرف روانہ کیے گئے۔

دیبل کی فتح

محمد بن قاسم نے دیبل پہنچتے ہی سارے علاقے کو محاصرے میں لے لیا۔

دیبل میں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا مندر تھا۔ جس پر ان کا ایک بڑا جھنڈا نصب تھا۔ ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ جب تک مندر پر جھنڈا قائم ہے' کوئی طاقت بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ محمد بن قاسم کو جب ہندوؤں کے اس عقیدہ کا علم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جھنڈے کو نشانہ بنا کر اسے گرا دیا جائے۔

مسلمانوں کے پاس ایک مشین تھی جسے منجنیق کہتے تھے۔ اس منجنیق سے پتھر کے بھاری گولے دور دور تک پھینکے جا سکتے تھے۔ ان گولوں سے قلعوں کی مضبوط دیواریں بھی توڑی جا سکتی تھیں۔ حکم ملنے پر منجنیق چلانے والے سپاہیوں نے مندر پر نصب جھنڈے کو نشانہ بنایا اور دیکھتے ہی دیکھتے جھنڈا نیچے زمین پر آ گرا۔ جھنڈے کی حالت دیکھ کر راجہ داہر کی فوج میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کا مقابلہ تو کیا لیکن شکست کھائی اور دیبل مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

اس کے بعد مسلمان فوج قلعے کے دروازے کھول کر شہر میں داخل ہو گئی۔ اس طرح مسلمان فوج نے ان مسلمان عورتوں اور بچوں کو دشمن کے قبضے سے آزاد کرایا جنہیں قیدی بنا لیا گیا تھا۔ محمد بن قاسم نے دیبل میں بھنبھور کے مقام پر ایک بڑی مسجد بنوائی۔
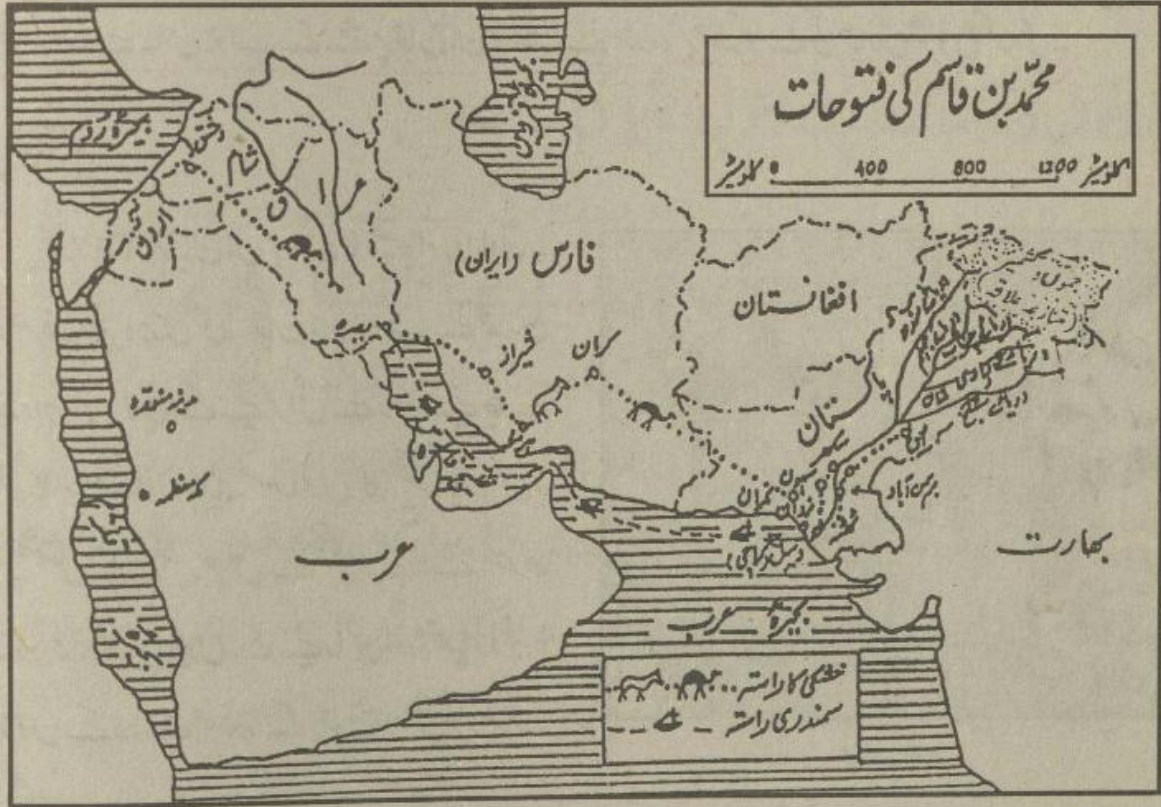
دیبل سے آگے محمد بن قاسم دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھتا گیا اور نیرون کوٹ (موجودہ حیدر آباد شہر) پہنچا۔ محمد بن قاسم نے اسے بھی بہت آسانی سے فتح کر لیا۔ مزید آگے بڑھتے ہوئے مسلمانوں نے ہندوؤں

کے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے۔ مسلمانوں کی پیش قدمی روکنے کے لیے راجہ داہر نے پچاس ہزار فوج جمع کی اور مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا۔ محمد بن قاسم نے دریا پار کر کے برہمن آباد کا رخ کیا۔ وہاں سے آگے اروڑ کے مقام پر دونوں فوجوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ جس میں راجہ داہر مارا گیا۔ اس کی فوج شکست کھا کر ادھر ادھر بھاگ نکلی۔ یہ سخت اور خونریز لڑائی 712ء میں ہوئی۔

ملتان کی فتح

نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے آگے بڑھتے ہوئے ملتان کا رخ کیا جو اس وقت سندھ کا حصہ تھا۔ وہاں کے ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا گئے۔ اس طرح 713ء میں ملتان کا علاقہ بھی مسلمانوں کے قبضہ

میں آ گیا۔ محمد بن قاسم نے ملتان میں اپنا ایک نائب مقرر کیا۔

محمد بن قاسم کا مقامی باشندوں کے ساتھ برتاؤ

سندھ فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے یہاں کے لوگوں کے ساتھ انصاف، رواداری اور فیاضی کا سلوک کیا۔ اس نے راجہ داہر کے زمانے کے عہدہ داروں کو ان کے عہدوں پر دوبارہ مقرر کر دیا۔ جنگ میں جن لوگوں کا نقصان ہوا تھا ان کی تلافی کی گئی۔ غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کی۔ مقامی کاریگروں اور دستکاروں کی حوصلہ افزائی کی۔ تمام مفتوحہ علاقوں میں امن وامان بحال کیا۔ ڈاک کا اچھا نظام قائم کیا۔ اپنے آبائی ملک یعنی عراق اور عرب کے ساتھ بھی پیغام رسانی اور آمد و رفت کا سلسلہ قائم کیا۔ انصاف کے تقاضوں کے مطابق لوگوں کے ساتھ برابری اور غیر جانبداری کا سلوک کیا۔ غیر مسلموں کو مذہبی آزادی دی۔ کسی مندر کو نقصان نہیں پہنچایا۔ ہندوؤں کو نئی عبادت گاہیں بنانے کے لیے زمین مفت دی۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اس سلوک اور رویئے سے غیر مسلم بھی اس کے گرویدہ ہو گئے۔ وہ یہاں تقریباً ساڑھے تین سال تک رہا۔ جب وہ واپس اپنے ملک عراق جانے لگا تو مقامی لوگ زار و قطار رونے لگے۔

سندھ کی فتح کے نتائج

مسلمانوں کی سندھ کی فتح جنوبی ایشیا کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس فتح کے نتیجے میں یہاں کے لوگ اسلامی تہذیب سے متاثر ہوئے۔ سندھی زبان اسی زمانے سے عربی رسم الخط میں لکھی جانے لگی۔ سندھی ادیبوں نے عربی زبان میں مہارت حاصل کی۔ سندھی زبان میں عربی زبان کے بہت سے الفاظ شامل ہوئے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے آنے سے سندھ کو باب الاسلام کہا جانے لگا۔

ان کے رہن سہن کے طور طریقوں میں نمایاں فرق آیا۔ مسلمانوں میں اخوت، بھائی چارے، امداد و تعاون اور حسن وسلوک سے متاثر ہو کر لاکھوں کی تعداد میں ہندو خود بخود مسلمان ہونے لگے۔ اس طرح سندھ کی فتح سے اس علاقے کا اس وقت کی اسلامی دنیا سے رشتہ قائم ہوا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک ملت اسلامیہ کی صورت میں بدستور قائم و دائم ہے۔

جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی حکومتیں

اب ہم سلاطین دہلی اور مُغل بادشاہوں کے دور میں اسلامی تہذیب پر بحث کریں گے۔

سلاطینِ دہلی

محمد بن قاسم کے سندھ سے واپس جانے کے بعد یہاں اسلامی حکومت کمزور ہوگئی اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں۔ تقریباً تین سو سال تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد مسلمانوں کے حملے شروع ہوئے۔ اس بار مسلمان درہ خیبر کے راستے جنوبی ایشیا میں آئے۔ سب سے پہلے غزنی (افغانستان) کے سلطان سبکتگین نے حملہ کیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے سلطان محمود غزنوی نے حملہ کیا اور پنجاب کے راجا جے پال کو شکست دی۔ 1002ء سے 1026ء تک سلطان محمود غزنوی نے جنوبی ایشیا کے شمالی حصے پر 17 حملے کیے اور ہر دفعہ فتحیاب ہوا۔ آخری بڑا حملہ اس نے کاٹھیاواڑ (جنوبی ہند) میں سومنات پر کیا۔ یہاں ایک بہت بڑا مندر تھا۔ ہندو بڑی تعداد میں مقابلے کے لیے جمع ہوئے لیکن سخت لڑائی کے بعد بری طرح شکست کھائی۔ محمود غزنوی کی یہ فتح بہت مشہور ہے۔

سلطان محمود غزنوی کے انتقال کے ڈیڑھ سو برس بعد ایک اور مسلمان حکمران محمد غوری نے جنوبی ایشیا پر حملے شروع کیے۔ اس کا ایک حملہ خاص طور پر مشہور ہے جس میں اس نے یہاں کے راجپوت راجا پرتھوی رائے کو شکست دے کر جنوبی ایشیا کے تمام شمالی حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ محمد غوری نے یہاں قُطب الدین کو اپنا نائب مقرر کیا۔ قُطب الدین نے مزید فتوحات کیں اور 1206ء میں دہلی میں مسلمانوں کی حکومت قائم کی۔ اس طرح جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی پہلی حکومت قائم ہوئی۔ قطب الدین خود بھی غلام رہ چکا تھا اور اس کے بعد آنے والے چند بادشاہ بھی غلام رہ چکے تھے اس لیے اس خاندان کا نام ہی خاندانِ غلاماں پڑ گیا۔ اس خاندان میں قطب الدین، التمش، رضیہ سلطانہ اور بلبن مشہور بادشاہ ہوئے۔

ان کے بعد خلجی خاندان حکومت کرنے لگا۔ اس خاندان کا بڑا بادشاہ علاؤالدین خلجی تھا۔ اس نے بڑی فتوحات حاصل کیں۔ وہ تقریباً پورے جنوبی ایشیا کا فرمانروا تھا۔ اس نے ملک کا انتظام بھی نہایت عمدہ طریقے سے چلایا۔ اس خاندان کے بعد تُغلق خاندان کی حکومت شروع ہوئی۔ اس خاندان کے دو مشہور بادشاہ محمد تُغلق اور فیروز تغلق تھے۔ محمد تُغلق بہت عالم فاضل بادشاہ تھا۔ اُس کے کئی کارنامے مشہور ہیں۔ تُغلق خاندان کے آخری ایام میں امیر تیمور کا حملہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ امیر تیمور 1398ء میں کئی علاقوں کو فتح کرنے کے بعد بحیثیت فاتح دہلی میں داخل ہوا۔ یہاں قتل و غارت کرنے کے بعد بے شمار مال و اسباب لے کر واپس اپنے وطن ترکستان چلا گیا۔ تیمور کے حملے کے بعد تغلق سلطنت کا بھی خاتمہ ہوا جس کے بعد خاندان سادات اور خاندان لودھی کے بادشاہ ہوئے۔ لودھی خاندان کا آخری بادشاہ ابراہیم لودھی تھا۔ ان تمام بادشاہوں کو سلاطینِ دہلی کہا جاتا ہے۔

شاہانِ مُغلیہ

1526ء میں افغانستان کے بادشاہ ظہیر الدین بابر نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی اور دہلی میں اپنی حکومت قائم کی۔ خاندانی اعتبار سے بابر تُرک تھا، لیکن اس نے جس نئی حکومت کی بنیاد ڈالی اسے مُغل سلطنت کہا جاتا ہے۔ بابر نے اس وقت کے سب سے بڑے ہندو راجا رانا سانگا کو بھی شکست دی۔

بابر زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا نصیر الدین محمد ہمایوں تخت پر بیٹھا، مگر ہمایوں زیادہ عرصہ چین سے حکومت نہ کر سکا۔ اسے ایک پٹھان سردار فرید خان نے جس کا لقب شیر خان تھا، نے شکست دے کر نکال دیا۔ ہمایوں ایران چلا گیا۔ فرید خان شیر شاہ سوری کے نام سے بادشاہ بنا۔ شیر شاہ کے مرنے کے بعد ہمایوں پھر واپس آیا اور اپنی سلطنت دوبارہ حاصل کر لی۔ ہمایوں کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین محمد اکبر تخت پر بیٹھا۔ اکبر مغل خاندان کا بڑا بادشاہ تھا۔ اس نے جنوبی ایشیا کے شمالی اور کچھ جنوبی علاقے فتح کیے۔ اکبر نے جنوبی ایشیا میں مغل سلطنت کو مستحکم کیا۔ اکبر کے بعد اس کا بیٹا نور الدین محمد جہانگیر تخت پر بیٹھا اور اس کے بعد اُس کے بیٹے شاہجہان بادشاہ بنے۔ ان کے زمانے میں تمام جنوبی ایشیا میں امن وامان تھا اور لوگ سُکھ چین کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان بادشاہوں کا زمانہ مُغلیہ سلطنت کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ شاہجہان نے دہلی اور آگرہ میں مشہور عمارتیں بنائیں جیسے تاج محل، دہلی کا لال قلعہ، جامع مسجد، دیوانِ عام اور دیوانِ خاص۔ تاج محل اپنی خوبصورتی کی وجہ سے دنیا کے سات
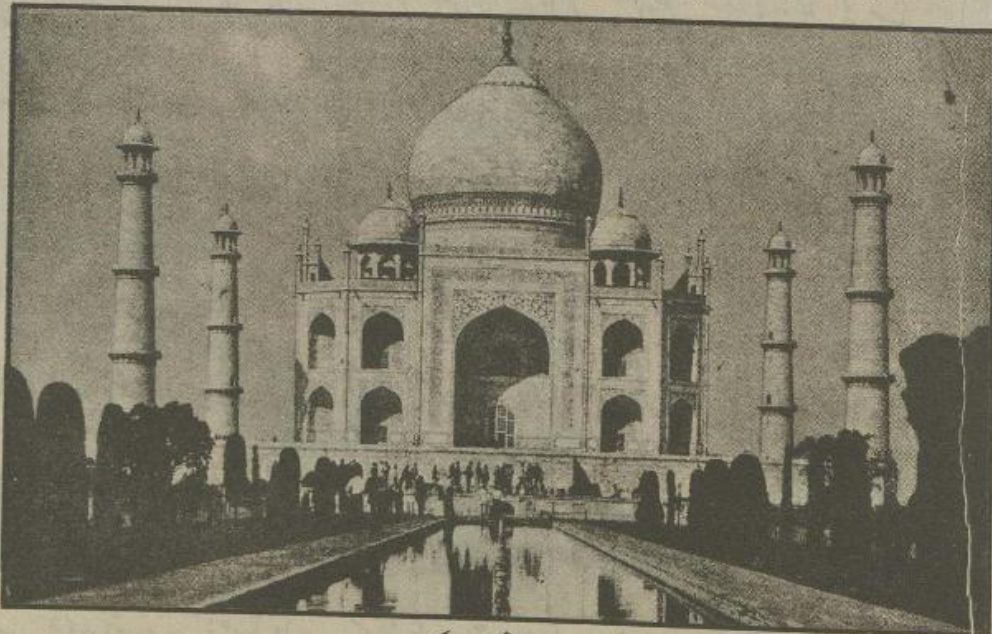
تاج محل، آگرہ

عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ شاہ جہان کے بعد اُس کا بیٹا محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوا۔ یہ جلیل القدر بادشاہ تھا۔ بہت متقی اور پرہیز گار تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت تقریباً پورے جنوبی ایشیا پر پھیل گئی۔ اس وقت مغلیہ سلطنت پورے عروج پر تھی۔ مگر 1707ء میں اس کے انتقال کے بعد مغلیہ سلطنت کمزور ہونے لگی اور آخر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ بالآخر ایک ایسا زمانہ بھی آیا کہ مغل بادشاہ کی حکومت صرف دہلی پر رہ گئی تھی۔ 1857ء میں انگریزوں نے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو قید کر لیا اور مغل سلطنت ختم کر دی۔ اس طرح مغلوں کی تین سو سالہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ مغلوں سے پہلے سلاطین دہلی نے بھی جنوبی ایشیا پر تین سو سال حکومت کی تھی۔ اس طرح مسلمانوں نے جنوبی ایشیا پر چھ سو سال حکومت کی جس کا خاتمہ 1857ء میں انگریزوں کے ہاتھوں ہوا۔

جنوبی ایشیا پر مسلمانوں کی تہذیب کے اثرات

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ چھ سو سالہ دور میں جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی تہذیب کیسے پھیلی اور اس سے جنوبی ایشیا پر کیا اثرات ہوئے۔

مسلمانوں کی تہذیب

اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک بہترین نظامِ حیات بھی ہے۔ اس میں دنیاوی اور روحانی زندگی کو برابر اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میں رہن سہن، لباس، خوراک، کاروبار، تہواروں، لوگوں کے حقوق، غیر مسلموں سے سلوک، غرض پوری زندگی کے ہر ایک پہلو کے لیے ہدایات موجود ہیں۔ مسلمانوں کی زندگی اسلامی ہدایات کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے مسلمانوں کی تہذیب کو اسلامی تہذیب کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے اچھے سلوک کا اثر

مسلمان جب جنوبی ایشیا میں آئے تو انہوں نے اس ملک کو اپنا وطن بنالیا۔ فتوحات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اپنی تمام توجہ ملک میں امن وامان قائم کرنے اور لوگوں کو خوشحال بنانے میں صرف کی۔ مسلمانوں نے یہاں کے رہنے والوں کی مذہبی زندگی میں مداخلت نہیں کی۔ ہندوؤں کے ساتھ اچھا سلوک اور انہیں حکومت میں مناسب حصہ دیا۔ ہندو اس سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کے کئی طریقے اپنا لیے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں کے مذہب، علم وفن اور معاشرتی

مغلیہ سلطنت
اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں
کلومیٹر 800 400 200 0 کلومیٹر
70
80
90
30
20
10
سلطنت
مغل
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
لنکا
جھیل مانسرور
دریائے برہم پتر
دریائے سندھ
دریائے جہلم
دریائے چناب
دریائے راوی
دریائے ستلج
دریائے جمنا
دریائے گھاگرا
دریائے چمبل
دریائے لونی
دریائے نربدا
دریائے تاپتی
دریائے مہاندی
دریائے گوداوری
دریائے کرشنا
گنگا
لاہور
ملتان
دہلی
جودھپور
بنارس
الہ آباد
کالنجر
اجین
اودے پور
برہان پور
چندرنگر
کول کتہ
ڈھاکہ
سورت
دمن
بسین
سالسیٹ
بمبئی
چاؤل
احمدنگر
دولت آباد
اورنگ آباد
گولکنڈہ
حیدرآباد
بیجاپور
کولہاپور
گوا
بملی پٹم
وزیگاپٹم
موسولی پٹم
پولی کاٹ
چندراگری
سادرس
پانڈیچری
فورٹ سینٹ ڈیوڈ
ٹرانکوبار
نیگاپٹم
کالی کٹ
کوچین
مدورا
قابض اقوام | مقبوضات
پرتگیز | گوا۔ چاؤل۔ سالسیٹ بسین۔ دمن اور دیو۔
انگریز | بمبئی۔ فورٹ سینٹ ڈیوڈ چنائی اور کول کتہ
فرانسیسی | موسولی پٹم۔ پانڈی چری اور چندرنگر
ولندیزی | کوچین۔ سادرس پولی کاٹ اور بملی پٹم
ڈینش | ٹرنکوبار۔ سرام پور
سلطنت اورنگ زیب

طریقوں نے ہندوؤں پر گہرا اثر کیا اور مسلمانوں کی تہذیب کے اثرات جنوبی ایشیا کے علاقے میں نمایاں نظر آنے لگے۔

اسلام کی مقبولیّت

اسلام جنوبی ایشیا میں بہت جلد پھیلا لیکن اس کی وجہ حکومت کی طرف سے دباؤ یا سختی نہیں تھی۔ بلکہ بُزرگانِ دین کی کوششیں اور سب سے زیادہ خود اسلام کی خوبیاں تھیں۔ ہندو معاشرے میں جو برائیاں تھیں، انھوں نے بھی اسلام کے پھیلنے کے لیے راہ ہموار کی۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں ذات پات کی بڑی تفریق تھی۔ چھوٹی ذات والے ہندو معاشرے میں بہت ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ برہمنوں نے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا۔ بہت سے لوگ ان سے ناخوش تھے۔ اس کے برعکس مسلمان بزرگانِ دین کے اخلاق اور ان کے بے داغ زندگی نے بڑا اثر کیا، اس لیے جنوبی ایشیا کے لوگ اسلام قبول کرنے لگے۔ ان بزرگوں میں حضرت داتا گنج بخشؒ جن کا اصل نام سید علی ہجویریؒ ہے، خاص طور پر مشہور ہیں۔ ان کے بعد خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں ان کا مزار اجمیر شریف (بھارت) میں ہے۔ آپ نے ہندوؤں اور اچھوتوں کے علاقے میں رہ کر اسلام میں مساوات کا پیغام دیا۔ ان بزرگوں کے علاوہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ جن کا مزار دہلی میں ہے، حضرت شہباز قلندر اور دوسری بہت سی عظیم ہستیوں نے اسلام کی خدمت کی۔ ان بزرگوں کی خوبیوں کی وجہ سے جنوبی ایشیا میں اسلام پھیلا۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں میل ملاپ

جُوں جُوں وقت گزرتا گیا ہندوؤں اور مسلمانوں میں میل ملاپ بڑھتا گیا۔ بہت سے ہندو سرکاری دفتروں میں ملازم ہو گئے۔ سرکاری زبان فارسی تھی۔ ہندوؤں نے فارسی زبان پڑھنا شروع کی۔ ہندو اور مسلمان بچے ساتھ ساتھ مدرسوں میں پڑھنے لگے۔ بعض مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی زبان سنسکرت سیکھی۔ بادشاہوں کی زبان ترکی تھی۔ سب لوگوں کے میل ملاپ سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جسے اردو کہا جانے لگا۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔ اردو زبان بھی بہت سی زبانوں سے مل کر بنی ہے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے اتنی ترقی کی کہ پورے جنوبی ایشیا میں بولی جانے لگی۔ اور اب یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔

علوم وفنون اور لباس

اکثر مسلمان بادشاہ خود عالم تھے۔ عُلوم وفنون کی سرپرستی کرتے تھے۔ ان کے دربار میں عالموں کا مجمع رہتا تھا۔

عالموں کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ خلجی اور تغلق دور میں امیر خسروؒ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ انہیں موسیقی میں بھی کمال حاصل تھا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی مقدس کتابوں اور ادب کی دوسری کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں ہندو عالم اور ماہرینِ فن موجود تھے۔ ہندوؤں نے فارسی میں بڑی مہارت حاصل کی۔ مسلمانوں کے لباس نے بھی ہندوؤں پر بڑا اثر ڈالا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جنوبی ایشیا میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا لباس تقریباً ایک ہی جیسا ہو گیا تھا۔ آج بھی شلوار قمیض اور شیروانی بھارت میں بہت مقبول ہے۔

عورتوں کی تعلیم

ہندوؤں کے معاشرے پر اسلامی تہذیب کا ایک یہ نمایاں اثر بھی ہوا کہ ہندو عورتوں کی حیثیت میں بہتری آ گئی۔ ہندوؤں کے معاشرے میں عورتوں کے کوئی حقوق نہ تھے۔ انہیں شوہر کی موت پر اس کے ساتھ جل مرنا پڑتا تھا۔ باپ یا شوہر کی جائیداد میں سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ تعلیم کے دروازے ان پر بند تھے۔ اس کے برخلاف اسلام نے عورت کو معاشرے میں بلند مقام دیا۔ اسے بہت زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ مسلمان بادشاہوں کے زمانے میں عورتوں کی تعلیم کا معقول انتظام موجود تھا۔ وہ گھروں پر بھی تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ شاہی خاندان کی عورتوں کو علم میں کمال حاصل تھا۔ رضیہ سلطانہ، گلبدن بیگم (بابر کی بیٹی)، نور جہاں (جہانگیر کی ملکہ)، ممتاز محل (شاہ جہان کی ملکہ)، جہاں آرا بیگم (شاہ جہاں کی بیٹی) اور زیب النساء (اورنگ زیب کی بیٹی) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں

قطب مینار، دہلی

فنِ تعمیر

ہندوؤں کا فنِ تعمیر پرانا تھا ان کے مکانوں میں محراب نہیں ہوتے تھے۔ وہ گنبد اور مینار بنانا بھی نہیں جانتے تھے۔ مسلمانوں کا فنِ تعمیر اس دور میں اپنے عروج پر تھا۔ عمارتوں کے پتھروں پر لکھائی کا طریقہ بھی مسلمانوں نے ہی جنوبی ایشیا میں رائج کیا۔ خاندانِ غلاماں کے بادشاہ قطب الدین نے دہلی میں ایک عالی شان مینار بنایا۔ التمش نے اسے مکمل کرایا۔ اسے قطب مینار کہتے ہیں۔ یہ فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ مغلوں کے زمانے میں فنِ تعمیر خاص طور پر اپنی بلندیوں پر پہنچا۔ اکبر بادشاہ نے دہلی میں اپنے والد ہمایوں کا مقبرہ بنوایا۔ شاہ جہان نے
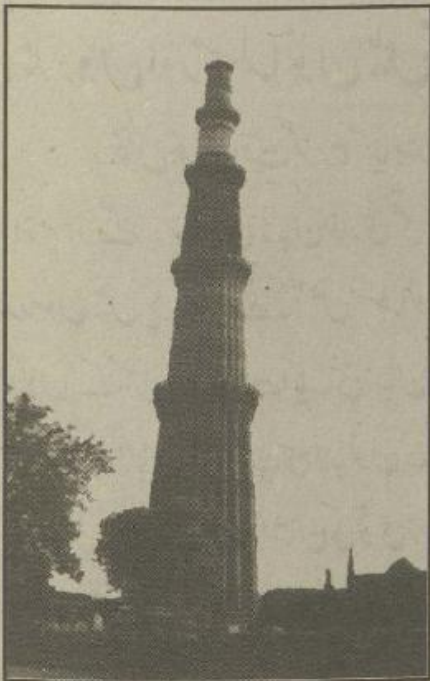
آگرہ میں اپنی ملکہ کا عالیشان مقبرہ بنوایا۔ جسے تاج محل کہتے ہیں۔ تاج محل کا شمار دنیا کی مشہور عمارتوں میں ہوتا ہے۔
شاہجہان ہی نے دہلی کی جامع مسجد اور لال قلعہ بنوایا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے لاہور کی بادشاہی مسجد بنوائی۔ یہ تمام عمارتیں اسلامی تہذیب وتمدن اور فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں۔
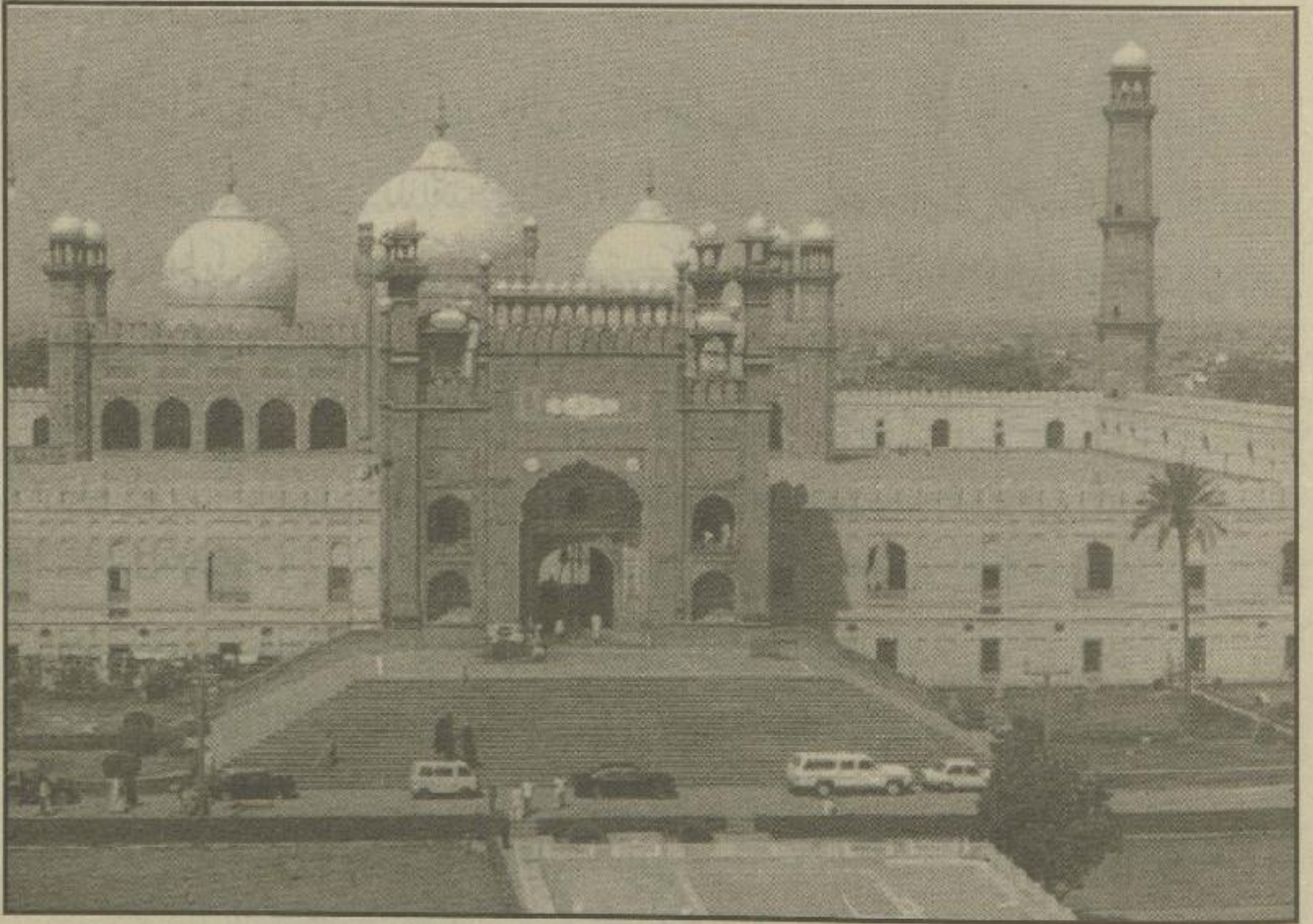
بادشاہی مسجد، لاہور

رہن سہن کے طریقے

اسلامی تہذیب نے جنوبی ایشیا کے رہنے والوں کی زندگی کے ہر پہلو پر اثر ڈالا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ہندوؤں کے لباس پر مسلمانوں کے لباس کا اثر ہوا تھا۔ ہندوؤں کا اپنا لباس دھوتی تھا۔ وہ ان سلا کپڑا بدن کے چاروں طرف لپیٹتے

تھے۔ مگر آہستہ آہستہ ان میں پاجامے اور شلوار کا رواج ہو گیا۔ شیروانی اور اچکن کو بھی مسلمانوں نے رواج دیا۔ اس زمانے میں دہلی اور لکھنو کے درمیان کا علاقہ اسلامی تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ بنگال میں بھی مسلم تہذیب کا دور دورہ تھا۔ غرض مسلم تہذیب نے پورے جنوبی ایشیا پر اپنا اثر کیا ہوا تھا۔ دری اور قالین بچھانا، چلمن اور پردہ لٹکانا، فوارہ، چبوترہ، دستر خوان، پلیٹیں، لوٹا اور صراحی، جوتے، ٹوپی اور سلے کپڑوں کا عام رواج، ہاتھ ملانے اور گلے ملنے کی رسم، مکانوں میں مہمان خانے، مردانے اور زنانے حصے کا الگ ہونا، دعوتوں میں مل بیٹھ کر کھانا، عورتوں کا تعلیم حاصل کرنا اور دیگر حقوق، یہ سب باتیں جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے ساتھ آئیں۔

جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب

اورنگ زیب عالمگیر کے دور اقتدار تک مسلمانوں کی حکومت پورے ہندوستان میں قائم ہو چکی تھی مگر آخری مغلیہ حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے تخت پر ان کی گرفت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی گئی۔ بالآخر وہی مسلمان جو اس علاقہ میں فاتحین کے طور پر آئے تھے غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے زوال کے کئی اسباب تھے۔ سب سے اہم سبب مسلمانوں کی خانہ جنگی تھی جس کی وجہ سے ان کی مضبوط حکومت مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسرا اہم سبب مسلمانوں میں جذبہ جہاد کا خاتمہ تھا مسلمان عیش وعشرت کا شکار ہو گئے۔ دوسری طرف مغربی اقوام نئی ایجادات کی وجہ سے ساری دنیا کے حکمران بن کر ابھرے علمی اور صنعتی انقلاب نے جدید ترین آلات حرب اور مشینری کو عام کیا۔ جب کہ مسلمانوں نے اس میں ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس لیے زندگی کی دوڑ میں وہ بہت پیچھے رہ گئے۔ مسلمانوں کے زوال کے اس دور میں مغربی اقوام نے ان کی سیاسی کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور بالآخر ہندوؤں سے ساز باز کر کے انہیں اپنا غلام بنا لیا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- سندھ پر محمد بن قاسم کے حملے کی وجہ کیا تھی؟

2- محمد بن قاسم سندھ کی فتح کے بعد ہندوؤں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

3- جنوبی ایشیا میں مسلمان بادشاہوں نے کتنے عرصے تک حکومت کی؟

4- جنوبی ایشیا میں اسلام کس طرح پھیلا؟

5- ہندو تہذیب پر مسلمانوں کی تہذیب کا کیا اثر ہوا؟

6- جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب بیان کریں؟

(ب) درست الفاظ سے جملہ مکمل کریں۔

(i) بحری ڈاکوؤں نے عرب تاجروں کے جہازوں کو۔۔۔۔۔۔۔کے مقام پر لوٹ لیا

(کوٹڑی، کیٹی بندر، دیبل)

(ii) محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ کے وقت۔۔۔۔۔۔۔حکمران تھا۔

(راجہ رائے، راجہ جیپال، راجہ داہر)

(iii) عراق کے والی ۔۔۔۔۔۔۔۔نے محمد بن قاسم کو سندھ کی فتح کے لیے بھیجا۔

(سلیمان بن عبدالملک، سلطان محمود، حجاج بن یوسف)

(ج) درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) سلطان محمود غزنوی نے جنوبی ایشیا پر 17 حملے کیے۔

(ii) جنوبی ایشیا میں 1206ء میں دہلی میں مسلمانوں کی پہلی حکومت قائم ہوئی۔

(iii) بابر بادشاہ نے پانی پت کے میدان میں 1506ء میں ابراہیم لودھی کو شکست دی۔

(iv) جہانگیر اور شاہجہاں کے بعد اکبر بادشاہ بنے۔

(v) شاہ جہاں نے لاہور میں بادشاہی مسجد بنوائی۔

سرگرمیاں

1- پاکستان کے نقشے میں سندھ کو گہرے رنگ سے نمایاں کر کے دیبل کا مقام دکھائیے۔

2- مسلمان بادشاہوں اور ان کی بنوائی ہوئی عمارتوں کی جتنی بھی تصاویر مل سکیں انھیں جمع کر کے ایک البم بنائیے۔

آٹھواں باب

جنوبی ایشیا میں انگریزوں کی آمد

ایسٹ انڈیا کمپنی

مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِ حکومت میں بالخصوص مغل دور میں جنوبی ایشیا نے اقتصادی اور صنعتی طور پر بہت زیادہ ترقی کی تھی۔ یہاں کی مختلف قسم کی صنعتیں مثلاً پارچہ بافی، قالین سازی، کاغذ سازی وغیرہ کی شہرت دور دور علاقوں تک پھیل گئی تھی اور یہاں کا تجارتی سامان سمندری اور خشکی کے راستوں سے یورپ کے ممالک تک جاتا تھا۔ اس وجہ سے یورپ کے ممالک میں ہندوستان کا بہت بڑا چرچا تھا، بلکہ اس کی پیداواری قوت اور یہاں کی دولت وثروت کی وجہ سے اس کو "سونے کی چڑیا" کا نام دیا جانے لگا تا۔ اس زمانے میں یورپ کے ممالک اور جنوبی ایشیا کے درمیان عرب مسلمان حائل تھے جن کا بحیرۂ عرب کے سمندری راستوں اور بین الاقوامی تجارت پر قبضہ تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں جنوبی ایشیا اور یورپ کے تجارتی سامان کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی عمل میں آتی تھی۔ یورپ کے لوگوں کی عرصہ دراز سے یہ دلی خواہش تھی کہ وہ براہِ راست جنوبی ایشیا کے ساتھ تجارتی رابطہ قائم کریں۔ چنانچہ پندرھویں صدی میں یورپ کے بعض ممالک مثلاً پرتگال اور اسپین نے بڑے بڑے بحری جہاز تیار کیے اور سمندروں کے ذریعے ہندوستان کے لیے راستے کی تلاش شروع کر دی۔ ان کوششوں کے نتیجے میں 1498ء میں ایک پرتگالی جہاز ران واسکوڈے گاما کی سربراہی میں افریقہ کے جنوب سے نیا سمندری راستہ دریافت کیا گیا اور وہاں سے وہ ہوتے ہوئے جنوبی ایشیا کے جنوب میں کالی کٹ کے مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ پرتگیزوں نے کالی کٹ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں بنائیں۔ پُرتگیزوں کے بعد یورپ کے ایک اور ملک ہالینڈ کے لوگ جنہیں ولندیز کہا جاتا ہے، جنوبی ایشا میں آئے اور پرتگیزوں کو شکست دے کر اپنا اثر قائم کر لیا۔ ولندیزوں کے بعد انگریزوں نے بھی جنوبی ایشیا کا رخ کیا۔

1600ء میں انگریز جنوبی ایشیا میں آئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سورت انگریزی تجارت کا صدر مقام بن گیا۔ انگریز بہت چالاک تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں اپنی تجارتی کوٹھیوں میں اضافہ کرتے چلے گئے۔ یورپ کی دوسری تجارتی کمپنیاں بھی جنوبی ایشیا میں کام کر رہی تھیں۔ چنانچہ ان تجارتی کمپنیوں میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ انگریزوں نے کئی لڑائی جھگڑوں کے بعد جنوبی ایشیا میں ان تجارتی کمپنیوں کی طاقت کو بالکل ختم کر دیا۔

بیرونی اقتدار کے خلاف مزاحمت

اورنگ زیب کی وفات کے بعد اکثر صوبے خود مختار ہو گئے۔ 1756ء تک علی وردی خاں بنگال کا حکمران رہا۔ اس کی وفات پر اس کا نواسہ سراج الدولہ تخت پر بیٹھا۔ بنگال میں ہندوؤں کا زور تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے انگریزوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا۔ انگریزوں نے یہاں کے لوگوں کی غداری اور آپس کی دشمنی سے خوب فائدہ اٹھایا۔ لیکن اس برے وقت میں چند اچھے لوگ موجود تھے جنھوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور اپنے وطن اور آزادی کے لیے جانیں تک قربان کر دیں۔ ان میں نواب سراج الدّولہ، سلطان حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سراجُ الدّولہ اور میر قاسم

نواب سراج الدولہ

نوب سراجُ الدّولہ کے تخت نشین ہوتے ہی یورپی قوموں نے بنگال میں قلعہ بندیاں شروع کریں۔ فرانسیسیوں نے نواب کے کہنے پر یہ قلعہ بندیاں ختم کر دیں لیکن انگریزوں نے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ سراجُ الدّولہ نے انگریزوں کی طاقت کو کچلنے کے لیے فیکٹری قاسم بازار پر قبضہ کر لیا۔ کلکتہ بھی فتح ہو گیا اور انگریزوں نے ایک جزیرہ میں پناہ لی۔ جب اس واقعہ کی خبر مدراس پہنچی تو کلائیو رابرٹ اور واٹسن فوج لے کر کلکتہ کی طرف بڑھے۔ کلکتہ میں نواب کی فوج کا سپہ سالار مانک چند انگریزوں سے مل گیا اور جھوٹ موٹ کی لڑائی کے بعد کلکتہ ان کے سپرد کر دیا۔ 1757ء میں پلاسی کے مقام پر نواب سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عین لڑائی کے وقت فوج کے سپہ سالار میر جعفر نے غداری کی اور لڑائی سے الگ ہو گیا۔ اس غداری کے نتیجے میں نواب سراج الدولہ شہید ہو گئے اور اس کی جگہ میر جعفر کو بنگال کا نواب بنا دیا گیا۔ میر جعفر صرف ایک کٹھ پتلی نواب تھا۔ میر جعفر نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بہت سے فائدے پہنچائے۔ کمپنی کے اہل کاروں پر رشوت کی بارش کر دی۔ انگریزوں کے نت نئے مطالبوں سے میر جعفر کا خزانہ خالی ہو گیا۔ جب وہ مزید رشوت نہ دے سکا تو انگریزوں نے اس کی جگہ اس کے داماد میر قاسم کو 1760ء میں بنگال کا نواب بنا دیا۔

میر قاسم ایک لائق حکمران تھا۔ اسے اپنی رعایا کا بڑا خیال تھا۔ شروع میں وہ بھی ایک کٹھ پتلی حاکم تھا لیکن پانچ

سال تک نواب رہنے کے بعد وہ انگریزوں کا سخت دشمن بن گیا۔ وہ اپنے آپ کو انگریزوں کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ میر قاسم نے اودھ کے نواب شجاع الدّولہ اور مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی کو اپنے ساتھ ملالیا اور 1764ء میں بکسر کے مقام پر انگریزوں کے خلاف لڑائی لڑی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بکسر کی لڑائی پلاسی کی لڑائی سے زیادہ خونریز اور فیصلہ کن تھی۔ میر قاسم کے متعلق کچھ خبر نہ ملی کہ ان کا کیا ہوا۔ نواب شجاع الدّولہ بھاگ کر اودھ چلا گیا۔ شاہ عالم ثانی انگریزوں کے رحم وکرم پر تھا۔ میر جعفر کو دوبارہ کٹھ پتلی نواب بنادیا گیا۔ بنگال، بہار اور اڑیسہ پر انگریزوں کا مکمل قبضہ ہوگیا۔

حیدر علی اور ٹیپو سلطان

بنگال، بہار اور اُڑیسہ پر قابض ہو جانے کے بعد کمپنی نے جنوبی ایشیا پر حکمرانی کے خواب دیکھنا شروع کر دیے۔ اس وقت جنوبی ہند میں تین بڑی طاقتیں تھیں۔ مرہٹے، حیدر علی اور نظامِ حیدر آباد۔ ان میں حیدر علی اور ان کے بہادر بیٹے ٹیپو سلطان نے انگریزوں کی پوری طرح مخالفت کی اور اگر نظام اور مرہٹے بھی انگریزوں کے خلاف متحد ہو جاتے، تو انگریز یقیناً شکست کھا جاتے اور جنوبی ایشیا پر کبھی قبضہ نہ کر سکتے۔

حیدر علی

ٹیپو سلطان

حیدر علی، دکن کے ایک قریشی خاندان میں 1727ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد میسور کی ہندو ریاست میں ایک فوجی ملازم تھے۔ حیدر علی نے بھی ملازمت اختیار کر لی اور اپنی قابلیت اور محنت سے ترقی کرتے ہوئے فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ 1763ء میں میسور کے راجہ کا انتقال ہوگیا۔ نیا راجہ نا اہل تھا اور اس کا وزیر نندراج اس سے بھی نکما ثابت ہوا۔ اس لیے ریاست کے انتظامی امور حیدر علی کو مل گئے۔ اس نے 1766ء میں راجہ کو معزول کر کے خود حکومت سنبھال لی۔

میسور کی پہلی لڑائی

میسور کے نئے حکمران سلطان حیدر علی کی ترقی انگریزوں، نظام اور مرہٹوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ حیدر علی بھی انگریزوں کا سخت دشمن تھا اور انہیں جنوبی ایشیا سے نکال دینا چاہتا تھا۔ حیدر علی نے تدبر سے کام لے کر نظام اور مرہٹوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ تینوں نے مل کر انگریزوں پر حملہ کیا۔ اس طرح 1767ء میں میسور کی پہلی لڑائی کا آغاز ہوا۔ حیدر علی اور نظام کو کرنل سمتھ نے دو معرکوں میں شکست دی۔ نظام نے انگریزوں سے معاہدہ کر لیا اور لڑائی سے علیحدہ ہو گیا۔ تاہم حیدر علی نے لڑائی جاری رکھی اور کرناٹک کو فتح کرتا ہوا مدراس جا پہنچا۔ لیکن جلد ہی انگریزوں اور سلطان میں ایک دفاعی معاہدہ ہو گیا۔ حیدر علی نے انگریزوں سے اس لیے صلح کی کہ مرہٹے اس کے خلاف ہو گئے تھے۔

میسور کی دوسری لڑائی

انگریزوں نے دفاعی معاہدہ کی قطعاً پرواہ نہ کرتے ہوئے مرہٹوں کے خلاف حیدر علی کی کوئی مدد نہ کی۔ لہٰذا حیدر علی نے ایک اور متحدہ محاذ بنایا۔ حیدر علی، نظام اور مرہٹوں نے مل کر انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ نظام دکن نے پھر غداری کی لیکن سلطان نے حوصلہ نہ ہارا اور اس کے بیٹے ٹیپو سلطان نے تنجور کے مقام پر انگریزوں کو شکست دی۔ جنگ جاری تھی کہ حیدر علی دسمبر 1782ء میں انتقال کر گیا۔ ٹیپو سلطان نے باپ کی وفات کے باوجود جنگ جاری رکھی اور کئی ایک علاقے فتح کیے۔ 1784ء میں فریقین میں صلح ہو گئی اور ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے واپس کر دیے گئے۔ ٹیپو سلطان نے اس لیے صلح کی کہ اس کی ریاست طویل جنگ کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ تھی۔

میسور کی تیسری لڑائی

انگریز ٹیپو سلطان کو اپنے اقتدار کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے۔ انہوں نے مرہٹوں اور نظامِ دکن کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ادھر ٹیپو سلطان نے ترکی اور فرانس کو مدد کے لیے لکھا لیکن وہ اپنے معاملات میں الجھے ہوئے تھے، اس لیے مدد نہ کر سکے۔ آخر انگریزوں اور مرہٹوں نے 1790ء میں میسور پر حملہ کر دیا۔ ٹیپو سلطان نے ایک سال تک بہادری سے مقابلہ کیا لیکن دشمن طاقت میں بہت زیادہ تھا۔ انگریزوں کی متحدہ فوج نے بنگلور پر قبضہ کر کے سلطان کے پایہ تخت سرنگا پٹم کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان نے مجبور ہو کر 1792ء میں صلح کر لی۔ میسور ریاست کا آدھا حصہ چھن لیا گیا اور سلطان کے دو بیٹے

بطور یرغمال انگریزوں کے حوالے ہوئے۔

میسور کی چوتھی لڑائی

گورنر جنرل ولزلی، ٹیپو سلطان کو انگریزی اقتدار کا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ 1799ء میں انگریزوں نے نظام کی فوج کو ساتھ ملا کر میسور پر حملہ کر دیا۔ ٹیپو سلطان نے زبردست مقابلہ کیا اور دورانِ جنگ سرنگاپٹم قلعے کے دروازے پر شہید ہوا۔ وہ آج تک تاریخ میں سلطان شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سلطان کا قول تھا کہ: "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے۔"

یہ حقیقت ہے کہ انگریزوں نے میسور کی اسلامی ریاست کا خاتمہ مرہٹوں اور نظام کی مدد سے کیا۔ اگر یہ غدار انگریزوں کا ساتھ نہ دیتے تو جنوبی ایشیا سے انگریزوں کی طاقت کا خاتمہ ہو جاتا۔ ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں کی طاقت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ لیکن اس مجاہد نے آنے والی نسلوں کو ایک ایسا سبق دیا جس کی روشنی میں وہ غلامی کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔

1857ء کی جنگِ آزادی

انگریز جنوبی ایشیا میں تاجروں کی حیثیت سے آئے تھے لیکن اپنی چالاکی اور اہلِ ہند کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اس کے مالک بن گئے۔ نا اتفاقی، عیاشی اور باہمی نفرت کی وجہ سے ہم انگریزوں کے غلام بن گئے۔ مُغلیہ سلطنت روز بروز کمزور ہو رہی تھی اور انگریز بڑی تیزی کے ساتھ جنوبی ایشیا پر چھا رہے تھے۔ سو سال کے عرصہ میں وہ تاجروں سے حکمران بن گئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر ظلم اور سختیاں شروع کر دیں۔ ملک میں بے چینی بڑھ گئی اور لوگ انگریزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے میدان میں نکل آئے اور انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی کا اعلان کر دیا۔

اسباب

اس جنگِ آزادی کے کئی اسباب تھے۔ انگریزوں کی حکومت میں لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع بہت کم ہو گئے۔ برطانیہ کے سستے مشینی مال کی وجہ سے ہندوستان کی صنعت کو بہت نقصان پہنچا۔ یورپی رہن سہن کے طریقے لوگوں کو پسند نہ تھے کیونکہ ان کی پرانی روایات ان نئے طریقوں سے بالکل مختلف تھیں۔ انگریزوں نے بہت سے علاقوں اور ریاستوں پر کسی نہ کسی بہانے قبضہ کر لیا۔ جس سے دوسری ریاستوں کے لوگ ان کے خلاف ہو گئے کہ ان کی ریاستوں پر بھی

انگریز کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی بہانے قبضہ کرلیں گے۔ عیسائی پادریوں نے مقامی لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کر دیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا انگریزوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی معاملات میں زیادہ دخل دینا شروع کر دیا۔

فوری وجہ

فوری وجہ یہ تھی کہ ملکی سپاہیوں کو جو کارتوس دیے جاتے تھے' ان میں سور اور گائے کی چربی استعمال کی جاتی تھی۔ ملکی سپاہیوں نے جب اعتراض کیا تو انگریز افسروں نے اس اعتراض کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ 9 مئی 1857ء کو میرٹھ چھاؤنی میں پچاس دیسی سپاہیوں نے یہ کارتوس استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ انگریز افسروں نے انہیں سزا دی اور قید کر دیا۔ اگلے روز میرٹھ چھاؤنی کے سپاہیوں نے انگریزوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے اور اس طرح جنگِ آزادی کا آغاز ہوا۔ جنگِ آزادی میرٹھ سے نکل کر جنوبی ایشیا کے اکثر علاقوں میں پھیل گئی۔ جھانسی کی رانی' نانا صاحب' جنرل بخت خاں اور دوسرے سورماؤں نے اس جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن بدقسمتی سے ان میں اتحاد اور نظم وضبط نہ تھا اس لیے انگریزوں کے مقابلے میں ناکام رہے۔

نتائج

بہادر شاہ ظفر

اگرچہ اس جنگِ آزادی میں مسلمان اور ہندو دونوں برابر کے شریک تھے لیکن انگریزوں نے جنگ کے بعد مسلمانوں کو جنگ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ہزاروں مسلمانوں کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔ انہیں ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ آخری مسلمان بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو قیدی بنا کر رنگون بھیج دیا گیا۔ جنگِ آزادی کے بعد حکومتِ برطانیہ کو احساس ہوا کہ کمپنی کی حکومت ظالم اور نااہل ہے' اس لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کر کے ملک کو براہِ راست تاجِ برطانیہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

تاجِ برطانیہ کا عہدِ حکومت

حکومت برطانیہ نے لوگوں سے مذہبی رواداری کا وعدہ کیا اور انہیں سرکاری ملازمتیں بھی دینے کا اقرار ہوا۔ آئینی

ڈھانچہ قائم کرنے کے لیے کئی قانون پاس ہوئے۔ انگریزوں کے زمانہ میں مغربی تعلیم اور سائنسی علوم کو بڑی ترقی ملی۔ جنوبی ایشیا میں اکثر مقامات پر تعلیمی ادارے کھولے گئے۔ جس سے لوگوں کے خیالات میں تبدیلی آئی۔ لیکن نئے خیالات بڑے بڑے شہروں تک محدود رہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کیا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر مسلمانوں نے ترقی کر لی تو یہ قوم دوبارہ برسرِ اقتدار آنے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ تجارت، تعلیم اور دوسرے معاملات میں مسلمانوں کو پیچھے رکھنے کی کوشش کی گئی، لیکن ان سازشوں کے باوجود مسلمانوں نے اپنی کوشش جاری رکھی اور آہستہ آہستہ اپنے حقوق کے لیے آگے بڑھتے رہے۔ اس ضمن میں سر سید احمد خاں، جسٹس امیر علی، سر آغا خاں، وقار الملک، مولانا محمد علی جوہر، حسن علی آفندی، علامہ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کی بہتری کے لیے بہت کام کیا تاکہ جنوبی ایشیا کے مسلمان ایک بار پھر آزاد قوموں کی طرح زندگی گزار سکیں۔
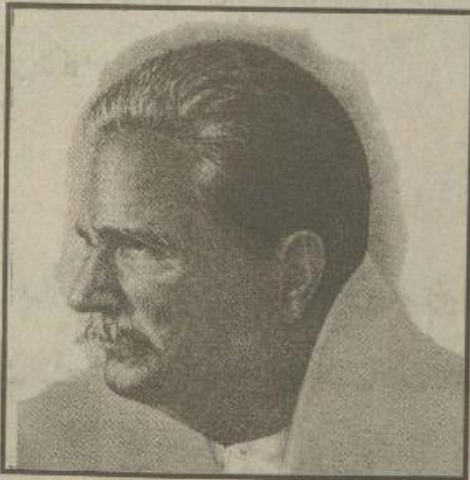
سر سیّد احمد خانؒ

علامہ اقبالؒ
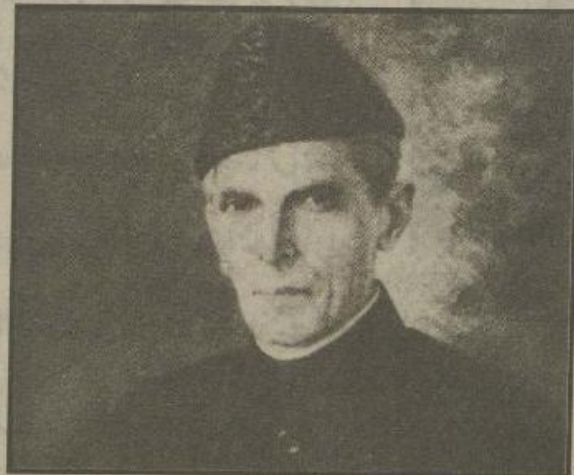
قائداعظم محمد علی جناحؒ

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1- جنگِ پلاسی میں نواب سراج الدولہ کی شکست کے اسباب لکھیے۔

2- جنگ بکسر کے کیا نتائج نکلے؟

3- میسور کی چوتھی لڑائی کے نتائج بیان کیجیے۔

4- 1857ء کی جنگِ آزادی کے اسباب کیا تھے؟

5- 1857ء کی جنگِ آزادی کے کیا نتائج نکلے؟

6- مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

(i) ایسٹ انڈیا کمپنی

(ii) مسلمان اور انگریزی تعلیم

(ب) خالی جگھوں کو پر کیجیے۔

(i) واسکوڈے گاما ---------- میں کالی کٹ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔

(ii) ٹیپو سلطان ---------- میں شہید ہوئے۔

(iii) پلاسی کی لڑائی میں ---------- نے غداری کی۔

(iv) جنرل بخت خاں نے ---------- میں حصہ لیا۔

(v) جنگِ آزادی ---------- کے مقام سے شرع ہوئی۔

سرگرمیاں

1- جنوبی ایشیا کا خاکہ بنایئے اور اس میں ان مقامات کو ظاہر کیجیے، جہاں انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان جنگیں ہوئی تھیں۔

2- ان عظیم رہنماؤں کی تصاویر جمع کیجیے جنھوں نے حصولِ پاکستان کے لیے جدوجہد کی اور انہیں اپنے البم میں لگایئے۔

تیار کردہ: مڈل اسکول پراجیکٹ [illegible]، وفاقی وزارتِ تعلیم، اسلام آباد

منظور کردہ: محکمہ تعلیم صوبہ سندھ، بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبہ سندھ

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان — ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام — قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت — پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچم ستارہ و ہلال — رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال — جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

سلسلہ وار نمبر

ماہِ وسالِ اشاعت	ایڈیشن	تعداد
April 2004	Second	25,000